

**TAMSAAL**ISSN Print: [3007-5939](https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i9.216)ISSN Online: [3007-5947](https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i9.216)

Volume 4, Number 9, 2026, Pages 371 – 405

Journal Home Page

<https://tamsaal.pk/index.php/tamsaal/index>**TAMSAAL**

JOURNAL

T

J

O

U

R

N

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

L

I

S

T

A

M

S

A

فتر آن مجید میں صبر اور توکل کا تصور اور اس کے معاشرتی اثرات

Iram Malik¹, Khidmat Ali Chandio², Eshaal Fatima Massan³¹Department of Islamic Studies and Arabic, Institute of Linguistics and Humanities, Gomal University DI Khan, KP Pakistan, Email: malikerum1995@gmail.com²Research Scholar, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan, Email: khidmataliqambrani@gmail.com³Beaconhouse Public School, Email: eshaalfatimamassan@gmail.com

ARTICLE INFO

Article History:

Received: August 09, 2026
Revised: September 08, 2026
Accepted: September 16, 2026
Available Online: September 23, 2026

Keywords:

اسلامیات، فتر آن مجید، صبر، توکل، معاشرتی اثرات، برداشت، مایوسی، اللہ پر بھروسہ، کامیابی، تربیت

Corresponding Author:

Iram Malik

Email:

malikerum1995@gmail.comDOI: <https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i9.216>

ABSTRACT

یہ تحقیق فتر آن مجید میں بیان کردہ صبر اور توکل کے تصور اور اس کے انفرادی و معاشرتی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ فتر آن نے متعدد مقامات پر صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی معیت اور کامیابی کا وعدہ کیا ہے: "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ صبر کا مطلب مصائب پر رضا سے جھکنا اور اللہ کے حکم پر قائم رہنا ہے۔ اسی طرح توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تمام اسباب اختیار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا "فصبر جمیل" اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر فتر آن کی عظیم مثالیں ہیں۔ توکل کرنے والے کے لیے اللہ کافی ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: "اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے"۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ صبر اور توکل سے انسان میں برداشت، قناعت اور مثبت سوچ پیدا ہوتی ہے۔ معاشرتی سطح پر یہ دونوں اوصاف نفرت، مایوسی اور خود کشی جیسے مسائل کا حل ہیں۔ جب افراد مشکلات میں اللہ پر بھروسہ کریں اور صبر اختیار کریں تو معاشرے میں امن، اتحاد اور تعاون کا ماحول بنتا ہے۔ آج کے دور میں ذہنی دباؤ، بے روزگاری اور معاشی مسائل کے حل کے لیے فتر آن کا یہ پیغام انتہائی اہم ہے۔ اس مطالعے کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر امت مسلمہ صبر اور توکل کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے تو وہ ہر مشکل کا مقابلہ ہمت سے کر سکتی ہے۔ فتر آن کا نظام تربیت انسان کو مایوسی سے نکال کر امید اور کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔

1- تعارف

مترآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے جو انسان کی انفرادی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی زندگی کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ مترآن مجید کی تعلیمات کا بنیادی مقصد انسان کی ایسی تربیت کرنا ہے جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی، اخلاقی ذمہ داریوں کی ادائیگی، انسانی حقوق کے احترام اور معاشرتی صلاح کے اصولوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنا سکے۔ انسانی زندگی مختلف حالات، تجربات، خوشیوں، مشکلات اور آزمائشوں پر مشتمل ہے۔ بعض اوقات انسان کو کامیابی، خوش حالی اور آسودگی حاصل ہوتی ہے، جبکہ بعض حالات میں اسے بیماری، غربت، بے روزگاری، گھریلو تنازعات، معاشی مشکلات اور دیگر پریشانیوں کا سامن کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں انسان کے عقائد، اخلاقی افتد اور روحانی وابستگی اس کے رویوں اور فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مترآن مجید ان حالات میں صبر، دعا، جدوجہد اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ انسان مشکلات کا سامن ذمہ داری اور اخلاقی استقامت کے ساتھ کر سکے۔¹

صبر اور توکل اسلامی تعلیمات کے دو اہم اخلاقی اور روحانی تصورات ہیں جن کا تعلق انسان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دوسرے انسانوں کے ساتھ اس کے رویے سے ہے۔ صبر سے مراد مشکلات میں ثابت قدم رہنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہنا، گناہوں سے بچنا اور جذبات و خواہشات کو اخلاقی حدود میں رکھنا ہے۔ اس کے برعکس توکل کا بنیادی مفہوم اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتے ہوئے جائز اسباب اختیار کرنا، اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا اور نتائج کو اس کے سپرد کرنا ہے۔ یہ دونوں اوصاف انسان کو مشکلات کے دوران مایوسی اور بے جا اضطراب سے بچنے، مناسب فیصلے کرنے اور اپنی کوشش جاری رکھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صبر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی شخص کو صبر سے بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔ یہ حدیث صبر کو انسانی کردار کی ایک بنیادی تربیتی صفت کے طور پر نمایاں کرتی ہے۔²

مترآن مجید میں صبر کی اہمیت متعدد مقامات پر بیان ہوئی ہے۔

سورة البقرة میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔³

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر محض خاموشی سے تکلیف برداشت کرنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط رکھنے اور مشکلات میں ثابت قدم رہنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی طرح توکل کے بارے میں ارشاد ہے۔

: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔⁴

¹ القرآن، البقرة 153-2: 157؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم؛ الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن۔

² القرآن، آل عمران 159: 3؛ الطلاق 65: 3؛ صحیح البخاری، حدیث 1469؛ الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن۔

³ البقرة 2: 153

ترجمہ: اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔

یہ آیت انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور مدد پر اعتماد رکھنے کی تعلیم دیتی ہے۔ تاہم توکل کو کوشش ترک کرنے کے معنی میں نہیں لینا چاہیے، کیونکہ مترآن مجید مشاورت، فیصلہ سازی اور عملی اقدام کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی ہدایت بھی دیتا ہے۔⁵

صبر اور توکل کی اہمیت صرف انفرادی زندگی تک محدود نہیں، بلکہ ان کے معاشرتی اثرات بھی قابل مطالعہ ہیں۔ خاندان، تعلیمی اداروں، کاروباری معاملات اور اجتماعی زندگی میں اختلافات، معذرات کا تصادم اور غیر یقینی حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر انفرادی حالات میں تحمل، مشاورت، باہمی احترام اور ذمہ داری سے کام لیں تو تنازعات کے پر امن حل کے امکانات بڑھ سکتے ہیں۔ مترآن مجید نے غصہ پی جانے، لوگوں کو معاف کرنے اور نیکی و تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرنے والوں کی تحریف کی ہے۔ یہ تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ اسلامی اخلاقی نظام منہ کی ذاتی اصلاح کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی بہتری کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ اس تناظر میں صبر اور توکل کا مطالعہ موجودہ معاشرے میں برداشت، امید، تعاون اور اخلاقی ذمہ داری کے فروغ کے لیے اہم علمی موضوع ہے۔⁶

1.1 مسئلے کا بیان

موجودہ دور میں انسانی زندگی کو متعدد معاشرتی، معاشی اور نفسیاتی مشکلات کا سامنا ہے۔ بے روزگاری، مہنگائی، معاشی عدم استحکام، خاندانی اختلافات، تعلیمی دباؤ اور مستقبل کے بارے میں غیر یقینی صورت حال انفرادی زندگیوں پر منفی اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ بعض حالات میں یہ مشکلات انسان میں بے صبری، غصے، مایوسی، احساس محرومی اور سماجی تنہائی کو بڑھا دیتی ہیں۔ اگرچہ ان مسائل کے حل کے لیے معاشی وسائل، مؤثر اداروں، سماجی تعاون اور مناسب پالیسیوں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن انسان کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ مترآن مجید کی تعلیمات انسان کو مشکلات کے دور ان امید برقرار رکھنے، جائز کوشش جاری رکھنے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور توکل کے مترآنی تصورات کا علمی مطالعہ کیا جائے اور ان کے انفرادی و معاشرتی مضمرات کو واضح کیا جائے۔⁷

اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ صبر اور توکل کے تصورات کو بعض اوقات ان کے جامع اسلامی مفہوم کے بجائے محدود انداز میں سمجھا جاتا ہے۔ صبر کو محض خاموشی سے دکھ برداشت کرنے یا ظلم کے سامنے غیر مشروط طور پر خاموش رہنے کے مترادف سمجھ لیا جاتا ہے، جبکہ توکل کو کوشش کے بغیر نتائج کا انتظار کرنے کے معنی میں لیا جاسکتا ہے۔ یہ تصورات مترآن مجید کی مجموعی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مترآن مجید صبر کے ساتھ حق پر ثابت قدم رہنے، عدل قائم کرنے، مشاورت کرنے اور جائز کوشش جاری رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح توکل انسان کو ذمہ داریوں سے آزاد

⁴الطلاق 3:65

⁵(القرآن، آل عمران 159:3؛ بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، القرطبی، الجامع لأحكام القرآن)۔

⁶(القرآن، آل عمران 134:3؛ البندہ 2:5؛ المجبرات 10:49-12؛ ابن عاشور، التحریر والسنویر)۔

⁷(القرآن، البقرة 155:2-157؛ یوسف 12:87؛ الزمر 39:53؛ السعدی، تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان)۔

نہیں کرتا بلکہ اسے حبانہ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنے کی ہدایت دیتا ہے۔ لہذا اس تحقیق میں صبر اور توکل کے حقیقی مترآنی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے عملی اور معاشرتی پہلوؤں کا تجزیہ کیا جائے گا۔⁸

تحقیق کا ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ صبر اور توکل کے معاشرتی اثرات کو واضح کرتے وقت مذہبی تعلیمات اور عملی معاشرتی حالات کے درمیان تعلق کو متوازن انداز میں سمجھنا ضروری ہے۔ یہ دونوں اوصاف انسان کو تحمل، امید، خود ضبطی اور ذمہ داری کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں، لیکن بے روزگاری، غربت، ذہنی بیماریوں اور معاشرتی ناانصافی جیسے مسائل کا حل صرف انفرادی صبر تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ ان مسائل کے لیے مناسب معاشی مواقع، منصفانہ نظام، خاندانی تعاون، تعلیمی رہنمائی اور ضرورت کے وقت طبی و نفسیاتی مدد بھی اہم ہیں۔ اس لیے یہ تحقیق اس امر کا حبانہ لے گی کہ مترآن مجید میں بیان کردہ صبر اور توکل کی تعلیمات کس طرح فلاحی تربیت اور معاشرتی تعاون کی بنیاد فراہم کرتی ہیں، اور ان کی تشریح میں کن حدود اور عملی تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔⁹

1.2 متاثرہ تحقیق

اس تحقیق کا بنیادی مقصد مترآن مجید کی روشنی میں صبر اور توکل کے تصورات کا تفصیلی مطالعہ کرنا اور ان کے انفرادی و معاشرتی اثرات کا تجزیاتی حبانہ پیش کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مترآن مجید کی متعلقہ آیات، احادیثِ نبویہ ﷺ اور مستند اسلامی تفاسیر و کتب سے استفادہ کیا جائے گا۔ تحقیق میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ صبر اور توکل کس طرح انسان کی روحانی تربیت، اخلاقی استقامت اور عملی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان افراد کا خاندان، معاشرتی تعلقات، باہمی تعاون اور مشکلات سے نمٹنے کے رویوں سے کیا تعلق بنتا ہے۔¹⁰

اس تحقیق کے مخصوص مقاصد درج ذیل ہیں:

- ۱۔ مترآن مجید کی روشنی میں صبر کے لغوی، اصطلاحی اور اخلاقی مفہوم کی وضاحت کرنا۔
- ۲۔ مترآن مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں توکل کے تصور اور اس کے عملی تقاضوں کا مطالعہ کرنا۔
- ۳۔ صبر اور توکل کے باہمی تعلق اور انسانی کردار کی تشکیل میں ان کی اہمیت کا تجزیہ کرنا۔

3- تحقیقی سوالات

اس تحقیق میں بنیادی سوال یہ ہے کہ مترآن مجید صبر اور توکل کو کس مفہوم میں بیان کرتا ہے اور یہ دونوں اوصاف انسانی زندگی اور معاشرتی تعلقات کی تشکیل میں کیا اہمیت رکھتے ہیں؟ اس بنیادی سوال کی روشنی میں تحقیق

⁸ (القرآن، النساء: 135؛ آل عمران: 159؛ النجم: 39؛ ابن عاشور، التحریر والاستنباط)۔

⁹ (القرآن، المائدہ: 52؛ النساء: 58؛ التحمل: 90؛ القرطبی، الجہاد مع الأحکام القرآنی)۔

¹⁰ (القرآن، البقرہ: 153-2؛ آل عمران: 159؛ الطلاق: 3؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم)۔

مترآنی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور تفسیری مباحث کا تجزیہ کرتے ہوئے صبر اور توکل کے نظریاتی مفہوم اور عملی اطلاق کو واضح کرے گی۔¹¹

تحقیق کے ذیلی سوالات درج ذیل ہیں:

- ۱۔ مترآن مجید میں صبر کا لغوی، اصطلاحی اور اخلاقی مفہوم کیا ہے؟
- ۲۔ مترآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں توکل کی کیا اہمیت بیان کی گئی ہے؟
- ۳۔ صبر اور توکل کے درمیان کیا تعلق ہے، اور یہ دونوں اوصاف ایک دوسرے کی تکمیل کس طرح کرتے ہیں؟

1.4 مطالعے کی اہمیت

اس تحقیق کی علمی اہمیت اس امر میں ہے کہ یہ مترآن مجید میں بیان کردہ صبر اور توکل کے تصورات کا مطالعہ محض عمومی اخلاقی نصیحت کے طور پر نہیں بلکہ علوم مترآن کے ایک باقاعدہ تحقیقی موضوع کے طور پر کرتی ہے۔ اس میں متعلقہ مترآنی آیات کے معنایم، سیاق و سباق، انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات اور مستند تفسیری مباحث کی روشنی میں ان دونوں اوصاف کی وضاحت کی جائے گی۔ اس طریقے مطالعے سے صبر اور توکل کے درمیان مندرجہ اور تعلق کو سمجھنے میں مدد ملے گی، اور یہ واضح ہو سکے گا کہ مترآن مجید ان صفات کو ایمان، عبادت، اخلاقی استقامت اور عملی ذمہ داریوں کے ساتھ کس طرح مربوط کرتا ہے۔¹²

اس تحقیق کی دینی اہمیت یہ ہے کہ صبر اور توکل کے صحیح مفہوم کو مترآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں صبر، امید، اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور مشکلات کے دوران ثابت قدمی کی اہمیت نمایاں ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبر اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا فرماتا ہے، اور کسی کو صبر سے بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔ اس حدیث سے صبر کی تربیتی اہمیت سامنے آتی ہے۔

اسی طرح توکل کی درست تشریح انسان کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا اور حباۓ کو شش جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔¹³

معاشرتی اعتبار سے اس مطالعے کی اہمیت یہ ہے کہ صبر اور توکل کے اصول خاندانوں، تعلیمی اداروں اور معاشرتی تنظیموں میں اخلاقی تربیت کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ تحمل، معافی، اختلاف رائے کا احترام، مشاورت اور

¹¹ (القرآن، البقرة 153:2؛ آل عمران 159:3؛ الطلاق 65:3؛ الرغاب الاصفہانی، المعتمدات فی غریب القرآن)۔

¹² (القرآن، البقرة 153:2-157؛ آل عمران 159:3؛ الطلاق 65:3-65؛ الطبری، جامع البیان؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم)۔

¹³ (صحیح البخاری، کتاب الزکاة، حدیث 1469؛ القرآن، آل عمران 159:3؛ الطلاق 65:3)۔

ضرورت مندوں کی مدد ایسے رویے ہیں جو باہمی تعلقات کو بہتر بنانے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ مگر آن مجید میں غصہ پی جانے اور دوسروں کو معاف کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے، جبکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کی ہدایت دی گئی ہے۔ ان تعلیمات کی عملی تطبیق معاشرتی تنازعات کو اخلاقی انداز میں حل کرنے، کمزور افراد کی مدد کرنے اور باہمی ذمہ داری کے احساس کو مضبوط بنانے میں مفید ہو سکتی ہے۔¹⁴

موجودہ دور کے تناظر میں اس تحقیق کی عملی اہمیت بھی قابلِ توجہ ہے۔ معاشی عدم استحکام، بے روزگاری، تعلیمی دباؤ اور خاندانی مسائل کے دوران صبر اور توکل کی تعلیمات افراد کو امید، تحمل اور ذمہ دارانہ جدوجہد کی طرف متوجہ کر سکتی ہیں۔ تاہم اس تحقیق میں ان تعلیمات کو ہر معاشرتی یا نفسیاتی مسئلے کا واحد حل قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس کے بجائے یہ واضح کیا جائے گا کہ روحانی و اخلاقی تربیت کو معاشی وسائل، سماجی تعاون، منصفانہ اداروں اور ضرورت کے مطابق پیشہ ورانہ مدد کے ساتھ مربوط کرنا زیادہ متوازن طرزِ عمل ہے۔ اس طرح صبر اور توکل کا مطالعہ فرد کی اصلاح کے ساتھ اجتماعی فلاح اور انسانی ہمدردی کے فروغ کے لیے بھی مفید عملی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔¹⁵

2۔ ادبی جائزہ

ادبی جائزہ کسی بھی تحقیقی مطالعے کا بنیادی حصہ ہوتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے زیرِ تحقیق موضوع سے متعلق پہلے سے موجود عملی مباحث، بنیادی مصادر، تفسیری آراء اور نظریاتی تصورات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کا موضوع مگر آن مجید میں صبر اور توکل کا تصور اور اس کے معاشرتی اثرات ہے۔ اس موضوع کے مطالعے کے لیے مگر آن مجید کو بنیادی ماخذ، احادیثِ نبویہ ﷺ کو تشریح و توضیح کا اہم ذریعہ، جبکہ کلاسیکی تفاسیر اور اسلامی اخلاقی کتب کو معاون عملی مصادر کی حیثیت حاصل ہے۔ صبر اور توکل کے تصورات اسلامی عقیدے، عبادت، اخلاق، انسانی تعلقات اور اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے مربوط ہیں۔ اسی لیے ان کا مطالعہ محض لغوی تعریفوں تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ان کے مگر آنی سیاق، نبوی تشریحات اور عملی تقاضوں کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔¹⁶

2.1۔ مگر آن مجید میں صبر کا تصور: تفسیری و موضوعاتی مطالعہ

مگر آن مجید میں صبر کا تصور وسیع معنوی دائرہ رکھتا ہے۔ یہ لفظ مختلف مقامات پر عبادت میں استقامت، مشکلات کو برداشت کرنے، اخلاقی حدود کی پابندی اور حق کے راستے پر قائم رہنے کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صبر کی جامع تشریح کرتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کا تعلق انسان کی داخلی کیفیت کے ساتھ ساتھ اس کے عملی کردار سے بھی ہے۔ ایک شخص مشکل حالات میں صبر اختیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مسئلے سے بے خبر یا بے حس ہے، بلکہ وہ اپنے جذبات اور ردِ عمل کو اس انداز میں منظم کرتا ہے کہ اس کے فیصلے اخلاقی اصولوں کے خلاف نہ

¹⁴ (القرآن، آل عمران 134:3؛ المائدہ 2:5؛ الحجرات 10:49-12؛ القمر طسی، الجامع لأحكام القرآن)۔

¹⁵ (القرآن، یوسف 12:87؛ النحل 16:90؛ المائدہ 2:5؛ الزمر 39:53؛ السعدی، تیسیر الکمریم الرحمن)۔

¹⁶ (القرآن، البقرة 2:153-157؛ آل عمران 159:3؛ الطلاق 3:65؛ الطبری، جامع البیان، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم)۔

ہوں۔ مترآن مجید میں صبر کو ایمان، تقویٰ اور کامیابی کے ساتھ مربوط کرنے سے اس کی اخلاقی اور روحانی اہمیت واضح ہوتی ہے۔¹⁷

امام طبری نے اپنی تفسیر جامع البیان عن تأویل آی القرآن میں مترآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے لغوی مفہوم، سیاق و سباق اور سلف سے منقول تفسیری اقوال کو اہمیت دی ہے۔ ان کے تفسیری منہج کی روشنی میں صبر سے متعلق آیات کو ان کے مخصوص سیاق میں سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ ہر مقام پر صبر کا تعلق کسی نہ کسی دینی یا اخلاقی تقاضے سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرۃ کی آیت 153 میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا ذکر ہے، جبکہ سورۃ آل عمران کی آیت 200 میں ثابت قدمی اور باہمی استقامت کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان آیات کا موضوعاتی مطالعہ بتاتا ہے کہ صبر انفرادی استقامت کے ساتھ اجتماعی نظم اور ذمہ داری سے بھی تعلق رکھتا ہے۔¹⁸

حافظ ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم میں صبر سے متعلق آیات کی تشریح کے دوران مترآنی نصوص اور احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیات 155 تا 157 میں خوف، بھوک، مال و جان کے نقصان اور دیگر آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے صبر کرنے والوں کے لیے بشارت بیان کی گئی ہے۔ ان آیات سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ انسانی زندگی میں آزمائشیں پیش آسکتی ہیں، لیکن ان کے دوران ایمان، امید اور اللہ تعالیٰ سے تعلق برقرار رکھنا اہم ہے۔ یہاں صبر کا مفہوم انسانی تکلیف کی نفی نہیں، بلکہ اس تکلیف کے باوجود درست طرز عمل اختیار کرنے سے متعلق ہے۔ اس پہلو سے ابن کثیر کی تفسیر اس تحقیق کے لیے اہم ہے، کیونکہ یہ صبر کے مترآنی تصور کو انفرادی تجربات اور دینی رہنمائی کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔¹⁹

امام مترطبی کی الجامع لأحكام القرآن بھی صبر کے مطالعے میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس تفسیر میں مترآنی آیات کے معانی کے ساتھ ان کے عملی اور شرعی پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے۔ صبر کے تصور کو عدل، حقوق کی ادائیگی، ذمہ داری اور اخلاقی حدود کے تناظر میں سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ مترآن مجید انسان کو صرف مشکلات برداشت کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسے نیکی، انصاف اور درست عمل کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ اس بنا پر صبر کی ایسی تشریح جو انسان کو اپنی ذمہ داریوں سے غافل کر دے، مترآنی تعلیمات کے جامع مطالعے کی ناسازگار ہے۔ صبر کے ساتھ حق کی پابندی اور مناسب عملی اقدام کو شامل کرنا اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔²⁰

شیخ عبد الرحمن السعدی کی تفسیر تیسیر الکرم الرحمن فی تفسیر کلام اللہ میں مترآنی تعلیمات کے تربیتی اور عملی پہلو نمایاں ہیں۔ اس تفسیر سے استفادہ کرتے ہوئے صبر کو انسان کی اخلاقی تربیت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مشکلات میں ثابت قدمی کے ساتھ مربوط انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔ صبر کی تربیت انسان کو فوری رد عمل سے بچنے، اپنے منہ انفس کی ادائیگی جاری رکھنے اور مشکلات میں مناسب رویہ اختیار کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ تاہم کسی فرد کے مخصوص رویے یا

¹⁷ (القرآن، البقرۃ 177:2؛ آل عمران 200:3؛ محمد 47:31؛ الرغیب الاصفہانی، المعتمدات فی تفسیر القرآن)۔

¹⁸ (الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، تفسیر البقرۃ 153:2 اور آل عمران 200:3)۔

¹⁹ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر البقرۃ 155:2-157)۔

²⁰ (المرطبی، الجامع لأحكام القرآن، تفسیر البقرۃ 153:2-157 اور آل عمران 134:3)۔

معاشرتی مسئلے کے حل کے بارے میں قطعی نتیجہ اخذ کرنے کے لیے صرف عمومی اخلاقی اصول کافی نہیں؛ اس کے لیے متعلقہ حالات کا الگ جائزہ بھی ضروری ہے۔²¹

2.2 صبر کی اقسام اور اسلامی اخلاقی لٹریچر

اسلامی اخلاقی لٹریچر میں صبر کو عموماً مختلف عملی صورتوں میں سمجھایا گیا ہے۔ ایک صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا ہے، دوسری صورت گناہوں اور اخلاقی برائیوں سے اپنے آپ کو روکنا ہے، جبکہ تیسری صورت مشکلات اور ناپسندیدہ حالات میں استقامت اختیار کرنا ہے۔ یہ تقسیم صبر کے مختلف مظاہر کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، اگرچہ اسے مترآن مجید میں ہر جگہ موجود کسی ایک رسمی درجہ بندی کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہیے۔ ان تینوں صورتوں میں مشترک پہلو یہ ہے کہ انسان اپنے رویے کو دینی و اخلاقی اصولوں کے مطابق رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔²²

امام ابو حامد الغزالی کی احیاء علوم الدین اسلامی اخلاقی فکر کی اہم کتاب ہے، جس میں نفس کی تربیت، اخلاقی صفات، خواہشات پر فتو اور روحانی اصلاح پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ صبر کے مطالعے میں اس کتاب کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ انسانی کردار کی تشکیل اور اخلاقی ضبط کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ انسان کی خواہشات، جذبات اور فوری معادات بعض اوقات اسے ایسے فیصلوں کی طرف لے جاسکتے ہیں جن کے نتائج اس کے لیے یاد و سروں کے لیے نقصان دہ ہوں۔ صبر کی اخلاقی تربیت انسان کو اپنے جذبات پر غور کرنے، نتائج کو سمجھنے اور مناسب فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس طرح صبر کو صرف ایک وقتی ردِ عمل کے بجائے مستقل اخلاقی تربیت کے تناظر میں سمجھا جاسکتا ہے۔

امام ابن قیم الجوزیہ کی کتاب عدة الصابرین وذخيرة الشاکرین صبر اور شکر کے موضوع پر ایک معروف اسلامی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں صبر کی اہمیت اور اس کے مختلف عملی مظاہر پر بحث ملتی ہے۔ اس علمی روایت سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ صبر انسان کے دینی فرائض، خواہشات کی اصلاح اور مشکلات کے دوران ثابت قدمی کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتا ہے۔ صبر کا یہ تصور انسان کو اپنی زندگی کے حالات سے سبق حاصل کرنے، اپنی ذمہ داریوں کو پہچاننے اور اخلاقی اصولوں کے مطابق عمل کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ تاہم اس کتاب کے اخلاقی مباحث کو موجودہ معاشرتی مسائل پر لاگو کرتے ہوئے حالات، اداروں اور اجتماعی ذمہ داریوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔

امام ابن قیم کی ایک دوسری معروف کتاب مدارج السالکین میں روحانی تربیت اور بندے کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ اس علمی روایت میں صبر، توکل، رضا اور امید جیسے تصورات کو انسان کی روحانی زندگی کے اہم اجزاء کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ ان تصورات کا مطالعہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ صبر انسان کو مشکلات میں ثابت قدمی کی طرف متوجہ کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اس کے اندر روحانی وابستگی کو مضبوط کرتا ہے۔ تاہم صبر،

²¹ (السعدی، تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام اللہ، تفسیر البقرة 153:2-157)۔

²² (القرآن، البقرة 177:2؛ صبر 65:19؛ العنکبوت 29:69؛ الغزالی، احیاء علوم الدین)۔

رضا اور توکل کو ایک ہی مفہوم کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے، ہر اصطلاح کا اپنا معنوی دائرہ ہے، اور تحقیق میں ان کے درمیان فسق و فساد رکھنا ضروری ہے۔²³

امام نووی کی ریاض الصالحین میں صبر، تقویٰ، اخلاص، حسن اخلاق، توبہ اور دیگر اخلاقی موضوعات سے متعلق احادیث کو ابواب کی صورت میں جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب صبر کے نبوی تصور کو سمجھنے کے لیے مفید ہے، کیونکہ اس میں ایسے ارشادات شامل ہیں جو مشکلات کے دوران صبر، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاقی استقامت کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ احادیث کی موضوعاتی ترتیب سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اسلامی اخلاق میں صبر صرف انفرادی برداشت نہیں، بلکہ عبادت، تعلقات اور عملی زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ ایک جامع وصف ہے۔

2.3 احادیثِ نبویہ ﷺ میں صبر کی اہمیت

مترآن مجید کی تعلیمات کو عملی طور پر سمجھنے میں احادیثِ نبویہ ﷺ بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صبر کو ایسی اخلاقی صفت قرار دیا جو انسان کو مشکلات میں ثابت قدم رہنے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا، پھر انہوں نے دوبارہ سوال کیا اور آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس موجود چیز ختم ہو گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس ہوا اسے روک کر نہ رکھیں، اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرے اللہ اسے عفت عطا فرماتا ہے، جو بے نیازی اختیار کرے اللہ اسے بے نیاز کرتا ہے، اور جو صبر کی کوشش کرے اللہ اسے صبر عطا فرماتا ہے؛ کسی کو صبر سے بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔ اس حدیث سے صبر کی تربیت، خود ضبطی اور اخلاقی استقامت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔²⁴

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے ہر معاملے میں اس کے لیے خیر ہے؛ اگر اسے خوش حالی حاصل ہو تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔ یہ حدیث صبر اور شکر کو مومن کے دو اہم رویوں کے طور پر پیش کرتی ہے۔ خوش حالی میں شکر اور مشکل میں صبر کا رویہ انسان کو زندگی کے مختلف حالات میں اخلاقی توازن قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ تاہم اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ ہر تکلیف اپنی جگہ مطلوب یا پسندیدہ ہے، بلکہ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان ناموافق حالات میں بھی نیکی، امید اور درست عمل کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔²⁵

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَخْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِزْ بِاللَّهِ، وَلَا تَعْجُزْ²⁶

²³ (ابن قیم الجوزیہ، مدارج السالکین بین منازل إياك نعبد وإياك نستعين)۔

²⁴ (صحیح البخاری، کتاب الزکاة، حدیث 1469؛ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل التعفف والصبر)۔

²⁵ (صحیح مسلم، کتاب الزہد والرفق، حدیث 2999)۔

²⁶ (صحیح مسلم، کتاب القدر، حدیث 2664)۔

یعنی اس چیز کی کوشش کرو جو تمہیں فائدہ دے، اللہ سے مدد مانگو اور عاجز بن کر نہ بیٹھو۔

اس حدیث میں عملی کوشش، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے اور بے عملی سے بچنے کی ہدایت ایک ساتھ موجود ہے۔ یہ تعلیم صبر اور توکل کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ انسان کو فائدہ مند اقدامات کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد بھی رکھنا چاہیے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تصور توکل ذمہ دارانہ کوشش کو ختم نہیں کرتا بلکہ اسے روحانی اعتماد کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔

2.4 مترآن مجید میں توکل کا تصور: تفسیری جائزہ

توکل اسلامی عقیدے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اس کی قدرت کا اعتراف اور اس کی حکمت کے سامنے بندگی کے شعور سے تعلق رکھتا ہے۔ مترآن مجید میں توکل کا ذکر مختلف مقامات پر ایمان، تقویٰ، فیصلہ سازی اور مشکل حالات میں ثابت قدمی کے ساتھ آیا ہے۔ سورۃ الطلاق میں منرمایا گیا ہے: **وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ**، یعنی جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ اس آیت کو اس کے سیاق میں سمجھنا ضروری ہے، جہاں تقویٰ، اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی اور اس پر اعتماد کا ذکر ہے۔ اس کا بنیادی سبق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے دینی اور اخلاقی منرائض ادا کرے۔²⁷

امام طبری کی تفسیر میں توکل سے متعلق آیات کا مطالعہ اس اصول کو واضح کرتا ہے کہ مترآنی الفاظ کو ان کے سیاق و سباق کے مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ توکل کو صرف ایک داخلی کیفیت تک محدود کرنے کے بجائے ایمان اور عملی ذمہ داری کے ساتھ مربوط سمجھنا زیادہ جامع طریقہ ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت 159 میں رسول اللہ ﷺ کو مشاورت کے بعد فیصلہ کرنے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ آیت کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاورت، عزم اور توکل ایک دوسرے کے مخالف نہیں، بلکہ ایک ذمہ دارانہ طرز عمل کے مختلف اجزاء ہیں۔

امام مہرطبی کی تفسیر میں توکل سے متعلق مترآنی آیات کو شرعی اور عملی پہلوؤں کے ساتھ سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسلامی تصور توکل میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا بھی شامل ہے۔ انسان کو اپنے اختیار میں موجود اسباب کو استعمال کرنا، درست فیصلے کرنا اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ توکل کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کسی کوشش کے بغیر نتیجے کی توقع رکھے، بلکہ اسے اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اس طرح توکل منرد میں امید اور اعتماد کو مضبوط کرتے ہوئے اسے عملی ذمہ داریوں سے وابستہ رکھتا ہے۔²⁸

امام ابن قیم الجوزیہ کی کتاب مدارج السالکین میں توکل کو روحانی تربیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کے تعلق کے اہم پہلو کے طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس علمی روایت کی روشنی میں توکل کو محض زبانی دعوے کے بجائے دل کے اعتماد اور عملی رویے کے تعلق سے سمجھا جاسکتا ہے۔ جب انسان کسی مقصد کے حصول کے لیے جائز کوشش کرتا ہے اور پھر اپنے نتائج کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتا ہے تو وہ اپنی ذمہ داری اور اپنے اختیار کی حدود کو بہتر طور پر پہچان سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں

²⁷ (القرآن، الطلاق 2: 65-3؛ الطبری، جامع البیان؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم)۔

²⁸ (القرطبی، الجامع الاحکام القرآن، تفسیر آل عمران 3: 159 اور الطلاق 3: 65)۔

کہ توکل انسان کو غم یا پریشانی سے مکمل طور پر محفوظ کر دیتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ مشکلات کے باوجود ایمان اور ذمہ دارانہ عمل کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

2.5 احادیثِ نبویہ ﷺ میں توکل اور عملی جدوجہد

احادیثِ نبویہ ﷺ میں توکل کا تصور عملی زندگی سے الگ نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اسی طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے؛ وہ صبح حنالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

اس حدیث میں پرندوں کی مثال کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور رزق کی امید کو واضح کیا گیا ہے۔ پرندوں کا صبح اپنے گھونسلوں سے ٹکنا اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ رزق کے حصول کے لیے حرکت اور کوشش بھی زندگی کا حصہ ہیں۔ اس لیے حدیث کو بے عملی کے بجائے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور حبانہ جدوجہد کے ساتھ سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔²⁹

رسول اللہ ﷺ کی حدیث اٰخِرُ صَنِعِ اللَّهِ عَلٰی مَا يَشْكُكَ، وَاسْتَعْنِ بِاللَّهِ، وَلَا تَعْجِزْ تَوَكَّلْ کے عملی تقاضوں کو نہایت واضح انداز میں بیان کرتی ہے۔ اس میں تین بنیادی ہدایات ہیں: فائدہ مند کام کے لیے کوشش کرنا، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور بے عملی اختیار نہ کرنا۔ یہ تعلیم طالب علم، تاجر، ملازم، والدین اور معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہر شخص کے لیے قابل توجہ ہے۔ کسی مقصد کے حصول میں ناکامی کی صورت میں انسان کو اپنی غلطیوں کا جائزہ لینا، مشورہ حاصل کرنا اور مناسب طریقے سے دوبارہ کوشش کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے صبر اور توکل کے ایسے مشترکہ عملی تصور کی وضاحت ہوتی ہے جس میں روحانی اعتماد اور ذمہ دارانہ عمل دونوں شامل ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اونٹ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا اسے باندھ کر توکل کیا جائے یا کھلا چھوڑ کر؟ روایت میں جواب کے طور پر اونٹ کو باندھنے اور پھر توکل کرنے کی ہدایت بیان کی جاتی ہے۔ یہ روایت جامع الاسترمدی میں نقل ہوئی ہے، تاہم اس کی سند اور درجہ صحت کے بارے میں محدثین کی تحقیق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس روایت کو توکل کے عمومی اصول کی مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے: انسان کو مناسب احتیاط اور تدبیر اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ اس کا بنیادی مفہوم مترآن مجید کی اس ہدایت سے بھی ہم آہنگ ہے جس میں مشاورت اور فیصلہ سازی کے بعد توکل کی تعلیم دی گئی ہے۔³⁰

2.6 صبر اور توکل کے باہمی تعلق پر اسلامی عملی روایت

اسلامی عملی روایت میں صبر اور توکل کو ایک دوسرے سے متعلق، مگر الگ معنائیں رکھنے والے اوصاف کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ صبر کا تعلق مشکلات کے دوران ثابت قدم رہنے، اپنے جذبات کو منظم کرنے اور اخلاقی ذمہ داریوں پر

²⁹ (جامع الاسترمدی، کتاب الزہد، حدیث 2344؛ ابن ماجہ، کتاب الزہد، حدیث 4164)۔

³⁰ (جامع الاسترمدی، ابواب صفۃ القیامۃ والرفق والورع، حدیث 2517)

مقام رہنے سے ہے، جبکہ توکل کا تعلق اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اپنی کوششوں کے نتائج کو اس کے سپرد کرنے سے ہے۔ یہ دونوں اوصاف اس وقت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں جب انسان کسی مشکل مقصد کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کرے اور نتائج کے بارے میں غیر ضروری مایوسی یا خود اعتمادی کے بجائے اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھے۔

امام الغزالی کی اخلاقی فکر میں نفس کی تربیت، خواہشات پر قابو اور اخلاقی استقامت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس تناظر میں صبر انسان کو فوری خواہشات اور جذبات کے زیر اثر آنے سے بچانے میں مدد دے سکتا ہے، جبکہ توکل اسے اپنی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار بناتا ہے۔ دونوں اوصاف کو یکجا سمجھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی اخلاقی تربیت انسان کو نہ تو حالات کے سامنے مکمل بے بسی اختیار کرنے کی تعلیم دیتی ہے اور نہ ہی اسے اپنی قوت و تدبیر پر غیر محدود اعتماد کرنے کی طرف بلاتی ہے۔ اس کے بجائے انسان کو کوشش، اخلاقی حدود اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے درمیان توازن قائم رکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے

امام ابن قیم الجوزیہ کی تحریروں میں توکل اور صبر کا تعلق بندگی، روحانی تربیت اور مشکلات کے دوران استقامت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ ان مباحث سے یہ اصول اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صبر انسان کو مشکل صورت حال میں اپنے راستے پر قائم رہنے کی تربیت دیتا ہے، جبکہ توکل اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت پر اعتماد کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر انسان کسی معاشی یا خاندانی مشکل میں مبتلا ہو تو صبر اسے نامناسب رد عمل سے بچنے میں مدد دے سکتا ہے، جبکہ توکل اسے جائز ذرائع سے حل تلاش کرنے اور نتائج کے بارے میں اعتدال اختیار کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ اس طرح دونوں اوصاف انفرادی کردار اور معاشرتی رویوں کے تجزیے کے لیے مفید تصورات فراہم کرتے ہیں۔

2.7 صبر اور توکل کے معاشرتی اثرات سے متعلق اسلامی تعلیمات

مترآن مجید میں معاشرتی زندگی کے لیے عدل، احسان، باہمی تعاون، حسن اخلاق اور اختلافات کے پرامن حل کی تعلیم دی گئی ہے۔ صبر اور توکل کے معاشرتی اثرات کو سمجھنے کے لیے ان اصولوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مفرد اختلاف کے دوران اپنے جذبات پر قابو رکھے، دوسرے کی بات سنے اور مناسب مشاورت کے ذریعے حل تلاش کرے تو تنازعے کے شدت اختیار کرنے کے امکانات کم ہو سکتے ہیں۔ مترآن مجید نے غصہ پی جانے اور لوگوں کو معاف کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔ یہ تعلیمات اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ اخلاقی ضبط اور تحمل انسانی تعلقات میں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔³¹

خاندانی زندگی میں صبر اور توکل کے اصولوں کا تعلق باہمی ذمہ داری، حسن سلوک اور مشکلات کے دوران تعاون سے ہے۔ خاندان کے افراد کے درمیان اختلافات پیدا ہونے کی صورت میں تحمل، مشاورت اور انصاف پر مبنی رویہ تعلقات کی بہتری میں مدد دے سکتا ہے۔ تاہم صبر کا مطلب یہ نہیں کہ کسی شخص کو ظلم یا تشدد برداشت کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات عدل اور حقوق کی ادائیگی کو بھی اہمیت دیتی ہیں۔ اس لیے صبر اور توکل کی متوازن تشریح میں

³¹(القرآن، آل عمران 134:3؛ الشوریٰ 40:42-43؛ القسطی، الجامع لأحكام القرآن)۔

مناسب حدود قائم کرنا، ضرورت کے وقت مدد حاصل کرنا اور نا انصافی کے ازالے کے لیے جائز اقدامات کرنا شامل ہونا چاہیے۔³²

معاشرتی تعاون کے حوالے سے متر آن مجید کی یہ ہدایت بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ یہ تعلیم صبر اور توکل کو صرف منفرد کی ذاتی روحانی کیفیت کے طور پر دیکھنے کے بجائے اجتماعی ذمہ داری کے ساتھ جوڑتی ہے۔ جب معاشرے کے امراض و بیماریوں، ضرورت مندوں، بے روزگار افراد اور مشکلات سے گزرنے والے حسد مندوں کی مدد کرتے ہیں تو وہ ہمدردی اور تعاون کے عملی مظاہر پیش کرتے ہیں۔ اس لیے معاشرتی سطح پر صبر و توکل کے فروغ کا مطلب صرف افراد کو برداشت کی فصاحت کرنا نہیں بلکہ ایسا ماحول تشکیل دینا بھی ہے جہاں لوگوں کو مناسب مدد اور انصاف تک رسائی حاصل ہو۔

2.8 موجودہ دور میں صبر اور توکل کی افادیت

موجودہ دور میں معاشی عدم استحکام، بے روزگاری، مہنگائی اور مستقبل کے بارے میں غمیر یقینی صورتِ حال افراد اور خاندانوں کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ صبر اور توکل کی تعلیمات انسان کو ایسے حالات میں امید برقرار رکھنے، اپنی ذمہ داریوں پر توجہ دینے اور مناسب ذرائع سے مسائل حل کرنے کی طرف متوجہ کر سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر بے روزگاری کا سامنا کرنے والا شخص اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنانے، تربیت حاصل کرنے، ملازمت کے مواقع تلاش کرنے اور متعلقہ افراد سے مشورہ کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ توکل اسے اپنی کوششوں کے نتائج کے بارے میں اعتدال رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، جبکہ صبر اسے مشکلات کے دوران کوشش جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ تاہم یہ عملی مثالیں مترآنی اصولوں کی تطبیق ہیں، کسی تجربہ بانی مطالعے سے ثابت شدہ نتائج نہیں۔

ذہنی دباؤ اور مایوسی کے تناظر میں بھی صبر اور توکل کی تعلیمات قابلِ توجہ ہیں۔ مگر آن مجید انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے اور مشکل حالات میں اس کی طرف رجوع کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تعلیم بعض افراد کے لیے امید، روحانی وابستگی اور مشکلات سے نمٹنے کا ایک ذریعہ بن سکتی ہے۔ تاہم ذہنی بیماریوں یا شدید نفسیاتی پریشانیوں کو صرف ایمان کی کمزوری مگر ادرینا درست نہیں۔ ضرورت کے وقت طبی مشورہ، نفسیاتی معاونت، خاندانی تعاون اور محفوظ ماحول بھی اہم ہیں۔ مگر آنی تعلیمات کو ان وسائل کے ساتھ مربوط انداز میں سمجھنا زیادہ متوازن اور ذمہ دارانہ طریقہ ہے۔

نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں صبر اور توکل کے اصولوں کو عملی مثالوں کے ذریعے سمجھایا جاسکتا ہے۔ تعلیمی ناکامی، امتحانی دباؤ، مستقبل کے انتخاب اور مابقت کے حالات میں طلبہ کو یہ تربیت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کا حائزہ لیں، استاد سے رہنمائی حاصل کریں، کوشش جاری رکھیں اور نتائج کے بارے میں متوازن رویہ اختیار کریں۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر اختلاف رائے کا احترام، دوسروں کی مدد اور ذمہ دارانہ گفتگو ان قدرتی امتداد کے عملی مظاہر ہیں۔ اس طرح صبر اور توکل کی تعلیم کو محض نظری گفتگو تک محدود رکھنے کے بجائے کردار سازی اور عملی تربیت سے مربوط کیا جاسکتا ہے۔

³²(القرآن، النساء: 4، 135؛ النحل: 90؛ ابن عاشور، التحرير والتنوير).

2.9 سابقہ علمی مباحث کا تنقیدی جائزہ اور تحقیقی خلا

صبر اور توکل سے متعلق کلاسیکی اسلامی لٹریچر میں بنیادی طور پر مترآنی آیات کی تشریح، احادیثِ نبویہ ﷺ کی توضیح، روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح پر توجہ دی گئی ہے۔ امام طبری اور ابن کثیر کی تفاسیر مترآنی آیات کے مفہوم اور سیاق و سباق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں، جبکہ امام مہرطبی کی تفسیر آیات کے شرعی اور عملی پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے۔ امام غزالی اور ابن قیم الجوزیہ کی تصانیف صبر، توکل، نفس کی تربیت اور اخلاقی استقامت کے موضوعات کو روحانی و اخلاقی زاویے سے سمجھنے کے لیے اہم ہیں۔ ان مصادر کا تقابلی مطالعہ اس تحقیق کو بنیادی اسلامی علمی روایت سے مربوط کرتا ہے۔

ان مصادر کا علمی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ صبر اور توکل کو صرف ایک اخلاقی خوبی یا مشکل حالات میں تسلی کے وسیلے کے طور پر محدود کرنا درست نہیں۔ ان کے مفہیم ایمان، عبادت، اخلاقی ذمہ داری، عملی کوشش اور انسانی تعلقات کے مختلف پہلوؤں سے مربوط ہیں۔ تاہم کلاسیکی تفسیری اور اخلاقی کتب کا بنیادی مقصد عموماً مترآنی مفہوم کی تشریح، دینی رہنمائی اور اخلاقی تربیت ہے۔ ان کتب کو جدید معاشرتی اثرات کے تجرباتی ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا، جب تک متعلقہ اثرات کی تائید میں الگ میدانی یا مقصدی تحقیق موجود نہ ہو۔ اس لیے موجودہ مطالعے میں تفسیری نتائج اور معاشرتی اطلاق کے درمیان مندرجہ ذیل فاصلہ قائم رکھنا ضروری ہے۔

زیر نظر تحقیق میں تحقیقی خلا اس اعتبار سے متعین کیا گیا ہے کہ صبر اور توکل کے مترآنی تصورات، احادیثِ نبویہ ﷺ اور کلاسیکی اسلامی اخلاقی مباحث کو ایک مشترک موضوعاتی مطالعے میں جمع کر کے ان کے معاشرتی اطلاق کی وضاحت کی جائے۔ اس میں بالخصوص یہ دیکھا جائے گا کہ یہ اوصاف حداثتی تعلقات، معاشرتی برداشت، اختلافات کے حل، اجتماعی تعاون اور مشکلات کے دوران ذمہ دارانہ رویے کے لیے کس نوعیت کی اخلاقی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ خلا اس مقالے کے موجودہ دائرہ کار میں ایک موضوعاتی و تجزیاتی خلا ہے؛ اسے اس وقت تک پوری اسلامی یا جدید علمی تحقیق میں مکمل عدم مطالعہ کا دعویٰ نہیں سمجھنا چاہیے جب تک متعلقہ تحقیقی مقالات اور جامعاتی مطالعات کی باقاعدہ جامع تلاش نہ کر لی جائے۔

2.10 ادبی جائزے کا خلاصہ

اس باب کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مترآن مجید میں صبر اور توکل ایسے بنیادی تصورات ہیں جن کا تعلق ایمان، عبادت، اخلاقی تربیت اور معاشرتی ذمہ داری سے ہے۔ مترآنی آیات صبر کو آزمائشوں میں ثابت قدمی اور توکل کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ مربوط کرتی ہیں، جبکہ احادیثِ نبویہ ﷺ ان اوصاف کی عملی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ کلاسیکی تفاسیر اور اسلامی اخلاقی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تصورات کو ان کے سیاق، اخلاقی تقاضوں اور عملی اطلاق کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔

اس جائزے کی روشنی میں موجودہ تحقیق صبر اور توکل کے انفرادی و معاشرتی پہلوؤں کو یکجا کر کے ان کے عملی مفہوم کا تجزیہ کرے گی۔ اس کا مقصد یہ ثابت کرنا نہیں کہ یہ دونوں اوصاف ہر معاشرتی یا نفسیاتی مسئلے کو تہا حل کر سکتے ہیں، بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ ان کی مترآنی تعلیمات اخلاقی استقامت، امید، ذمہ داری، باہمی احترام اور اجتماعی تعاون کے لیے

رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اگلے باب میں تحقیق کے منہج، بنیادی مصادر، آیات و احادیث کے انتخاب اور تجزیے کے طریقے کار کی وضاحت کی جائے گی

اس باب میں استعمال ہونے والے اہم اسلامی مصادر

۱۔ القرآن الکریم۔

۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح۔

۳۔ مسلم بن الحجاج، الصحیح۔

۴۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع۔

۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن۔

۶۔ النووی، یحییٰ بن شرف، ریاض الصالحین۔

۷۔ الطبری، محمد بن حبریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن۔

۸۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم۔

۹۔ القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن۔

۱۰۔ ابن عاشور، محمد الطاہر، التفسیر والتنبیر۔

۱۱۔ السعدی، عبد الرحمن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان۔

۱۲۔ الغزالی، ابو حامد محمد، احیاء علوم الدین۔

۱۳۔ ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین۔

۱۴۔ ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

3۔ طریقہ تحقیق (Research Methodology)

3.1 تعارف

زیر نظر تحقیق کا بنیادی مقصد مترآن مجید کی روشنی میں صبر اور توکل کے مفہام کا مطالعہ کرنا اور ان کے انفرادی و معاشرتی اثرات کا تجزیہ پیش کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایسا تحقیقی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو مترآنی نصوص، احادیث نبویہ ﷺ، تفسیر مترآن اور اسلامی اخلاقی لٹریچر کے منظم مطالعے پر مبنی ہے۔ تحقیق میں صبر اور توکل کو محض انفرادی روحانی صفات کے طور پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ ان کے اخلاقی، نفسیاتی، خاندانی اور معاشرتی پہلوؤں کو بھی زیر بحث لایا

گیا ہے۔ اس مطالعے میں بنیادی توجہ اس امر پر ہے کہ یہ دونوں مترآنی تصورات انسان کے رویوں، مشکلات سے نمٹنے کے طریقوں، باہمی تعلقات اور اجتماعی ذمہ داریوں کو کس طرح رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ (الطبری)

3.2 تحقیقی ڈیزائن

اس تحقیق میں معیاری (Qualitative)، کتب خانہ جاتی (Library-Based) اور تجزیاتی و توصیفی (Descriptive and Analytical) تحقیقی ڈیزائن اختیار کیا گیا ہے۔ معیاری تحقیق میں کسی موضوع کے معانی، تصورات، تعبیرات اور ان کے باہمی تعلقات کو سمجھنے پر توجہ دی جاتی ہے۔ چونکہ موجودہ مطالعہ کا موضوع مترآن مجید اور اسلامی عملی روایت میں صبر و توکل کے مفہیم کی وضاحت اور ان کے معاشرتی پہلوؤں کا تجزیہ ہے، اس لیے مقداری سروے یا تجرباتی طریقہ تحقیق کے بجائے مستفی اور تفسیری تجزیہ زیادہ موزوں سمجھا گیا ہے۔ تحقیق میں کسی فرضی سروے، غیر موجود انٹرویو یا غیر مصدقہ شماریاتی نتائج کو استعمال نہیں کیا گیا۔

3.3 منہج تحقیق

اس مطالعے میں بنیادی طور پر توصیفی، تجزیاتی اور موضوعاتی منہج استعمال کیا گیا ہے۔ توصیفی منہج کے تحت صبر اور توکل کے لغوی و اصطلاحی مفہام، مترآنی استعمالات اور اسلامی اخلاقی روایت میں ان کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ تجزیاتی منہج کے ذریعے متعلقہ آیات اور احادیث کے مفہوم، سیاق و سباق اور عملی تقاضوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ موضوعاتی منہج کے تحت مترآن مجید میں صبر اور توکل سے متعلق مختلف مقامات کو ان کے موضوعات کے مطابق منظم کیا گیا، مثلاً مصیبت کے وقت صبر، عبادت میں ثابت قدمی، حق پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اسباب اختیار کرنا اور اجتماعی ذمہ داری ادا کرنا۔ اس طریقے سے دونوں تصورات کو الگ الگ سمجھنے کے ساتھ ان کے باہمی تعلق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

3.4 بنیادی مصادر تحقیق

اس تحقیق کا بنیادی ماخذ مترآن مجید ہے۔ صبر اور توکل سے متعلق آیات کو ان کے اصل سیاق و سباق میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ کسی آیت کے مفہوم کو اس کے مجموعی مترآنی پیغام سے الگ کر کے پیش نہ کیا جائے۔ صبر کے مطالعے میں سورۃ البقرہ کی آیات 153 اور 155-157، سورۃ آل عمران کی آیت 200 اور سورۃ الزمر کی آیت 10 جیسے مقامات اہم ہیں۔ توکل کے مطالعے میں سورۃ آل عمران کی آیت 159، سورۃ الطلاق کی آیت 3 اور سورۃ ابراہیم کی آیت 12 سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان آیات کا مطالعہ اس اصول کے تحت کیا گیا ہے کہ مترآنی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ ذمہ داری، تدبیر اور عملی جدوجہد کی اہمیت بھی ملحوظ رہتی ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ کو بھی بنیادی مصادر میں شامل کیا گیا ہے، کیونکہ سنت نبویہ مترآن مجید کی تعلیمات کی عملی وضاحت فراہم کرتی ہے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی اور دیگر معتبر حدیثی مجموعوں سے متعلق روایات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ احادیث کے انتخاب میں ان کی نسبت، مفہوم اور متعلقہ موضوع سے مطابقت کو اہمیت دی گئی ہے۔ جہاں کسی روایت کی صحت یا حوالہ واضح نہ ہو، وہاں اسے قطعی دلیل کے طور پر پیش کرنے سے گریز کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

3.5 ثانوی مصادر اور تفسیری لٹریچر

بنیادی نصوص کی تشریح اور موضوع کی علمی تفہیم کے لیے کلاسیکی تفاسیر اور اسلامی اخلاقی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تفسیری مصادر میں امام طبری کی جامع البیان، امام ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم، امام قسطلانی کی الحاشیہ فی تفسیر القرآن اور ابن عاشور کی التحریر والستنباط شامل ہیں۔ ان مصادر سے آیات کے سیاق، الفاظ کے معانی اور مفسرین کی تشریحات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کے لیے امام غزالی کی احیاء علوم الدین، ابن قیم کی مدارج الصابرین و ذخیرۃ الشاکرین اور مدارج السالکین جیسے علمی مصادر سے رہنمائی لی گئی ہے۔ مختلف مصادر سے استفادے کا مقصد کسی ایک مصنف کی رائے کو بلا تنقید مقبول کرنا نہیں، بلکہ موضوع کو متراستی، حدیثی اور اخلاقی تناظر میں جامع انداز سے سمجھنا ہے۔

3.6 متراستی آیات اور احادیث کے انتخاب کے اصول

متراستی آیات اور احادیث کے انتخاب میں موضوع سے براہ راست تعلق، سیاق و سباق کی اہمیت اور معتبر علمی تشریحات کو بنیادی اصول بنایا گیا ہے۔ صبر سے متعلق آیات میں مصیبت برداشت کرنے، نیکی پر ثابت قدم رہنے، عبادت میں استقامت اور اخلاقی ضبط کے پہلوؤں کو اہمیت دی گئی ہے۔ اسی طرح توکل سے متعلق نصوص میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد، فیصلہ کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ، رزق کے معاملے میں یقین اور عملی اسباب اختیار کرنے کے پہلوؤں کو زیر مطالعہ لایا گیا ہے۔ احادیث کے انتخاب میں ایسی روایات کو ترجیح دی گئی ہے جو صبر، شکر، امید، کوشش اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے موضوعات کو واضح کرتی ہیں۔ آیات اور احادیث کو ان کے اصل مفہوم سے ہٹ کر کسی پہلے سے طے شدہ نتیجے کی تائید کے لیے استعمال کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

3.7 موضوعاتی تجزیے کا طریقہ کار

تحقیق کے تجزیاتی مرحلے میں مواد کو چند بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں صبر اور توکل کے لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت کی گئی۔ دوسرے مرحلے میں متعلقہ متراستی آیات اور احادیث کو ان کے موضوعات کے مطابق مرتب کیا گیا۔ تیسرے مرحلے میں مفسرین اور اسلامی اہل علم کی تشریحات کا مطالعہ کر کے مشترک نکات اور تعبیراتی منقہ کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ چوتھے مرحلے میں ان تصورات کے معاشرتی پہلوؤں، مثلاً خاندانی استحکام، تنازعات کے حل، اخلاقی ذمہ داری، باہمی تعاون اور مشکلات کے وقت اجتماعی مدد سے متعلق مضمرات کا تجزیہ کیا گیا۔ آخری مرحلے میں حاصل شدہ نتائج کو تحقیق کے سوالات اور مقاصد کے ساتھ مربوط کیا گیا، تاکہ نتیجہ محض نصوص کی تکرار نہ ہو بلکہ موضوع کی منظم علمی تفہیم پیش کرے۔

3.8 معاشرتی اثرات کے تجزیے کی حدود

اس تحقیق میں معاشرتی اثرات سے مراد وہ اخلاقی اور عملی امکانات ہیں جو صبر اور توکل کی تعلیمات سے اخذ کیے جاسکتے ہیں، مثلاً غصے پر قابو، مشکلات میں ثابت قدمی، دوسروں کے حقوق کا احترام، تنازعات میں اعتدال اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس۔ ان اثرات کا تجزیہ متراستی وحدیثی تعلیمات اور اسلامی اخلاقی لٹریچر کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ تاہم یہ مطالعہ تجرباتی یا شماریاتی تحقیق نہیں، اس لیے اس سے یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ صبر یا توکل کسی مخصوص

معاشرتی مسئلے کو لازماً ختم کر دیتے ہیں یا ان کے اثرات ہر فرد اور ہر صورت حال میں یکساں ہوتے ہیں۔ معاشرتی نتائج پر معاشی حالات، تعلیم، خاندانی ماحول، ادارہ جاتی نظام اور دیگر عوامل بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح صبر کو ظلم پر خاموش رہنے اور توکل کو عملی تدبیر ترک کرنے کے معنی میں لینا اس تحقیق کے بنیادی فہم سے مطابقت نہیں رکھتا۔

3.9 علمی دیانت اور حوالہ جات کے اصول

تحقیق میں علمی دیانت کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ مترآنی آیات کے حوالے سورت اور آیت نمبر کے ذریعے دیے گئے ہیں، جبکہ احادیث کے لیے متعلقہ کتاب اور جہاں دستیاب ہو، حدیث نمبر درج کیا جانا چاہیے۔ تفسیری اور علمی کتب کے حوالے دیتے وقت مصنف اور کتاب کا نام درج کیا گیا ہے۔ مختلف مطبوعات میں صفحات اور بعض حدیث نمبروں کا فرق ہو سکتا ہے، اس لیے حتمی مقالے کی تدوین کے وقت استعمال شدہ نسخے کے مطابق صفحہ نمبر، ناشر، مقام اشاعت اور سن اشاعت کی تصدیق ضروری ہے۔ اس اصول کا مقصد حوالہ جات کی جانچ پذیری کو برقرار رکھنا اور غنیر مصدقہ کتابی تفصیلات درج کرنے سے بچنا ہے۔³³

3.10 تحقیق کا خلاصہ

مجموعی طور پر اس تحقیق میں معیاری، کتب خانہ جاتی، توصیفی، تجزیاتی اور موضوعاتی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ مترآن مجید کو بنیادی ماخذ، احادیث نبویہ ﷺ کو تشریحی و عملی رہنمائی کا ذریعہ، اور تفاسیر و اسلامی اخلاقی کتب کو معاون علمی مصادر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ تحقیق کا مقصد صبر اور توکل کے مفہیم کو ان کے اصل اسلامی تناظر میں واضح کرنا اور ان کے ممکنہ اخلاقی و معاشرتی اثرات کا تنقیدی جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس منہج کی مدد سے اگلے باب میں متعلقہ مترآنی آیات، احادیث اور علمی تشریحات کا موضوعاتی تجزیہ کیا جائے گا، جس کی بنیاد پر تحقیق کے نتائج، بحث اور سفارشات مرتب کی جائیں گی۔

4۔ نتائج اور تجزیہ (Results and Analysis)

4.1 تعارف

اس باب میں مترآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور اسلامی تفسیری و اخلاقی لٹریچر کی روشنی میں صبر اور توکل کے تصورات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کے بنیادی سوالات یہ ہیں کہ مترآن مجید صبر اور توکل کو کس طرح بیان کرتا ہے، ان دونوں صفات کا باہمی تعلق کیا ہے، اور ان کی تعلیمات انسانی کردار اور معاشرتی زندگی پر کس نوعیت کے اثرات مرتب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چونکہ یہ تحقیق معیاری اور کتب خانہ جاتی نوعیت کی ہے، اس لیے اس باب کے نتائج مستقی شواہد، تفسیری آراء اور اسلامی اخلاقی اصولوں کے تجزیے پر مبنی ہیں، نہ کہ کسی سروے یا تجرباتی مطالعے کے شماریاتی نتائج پر۔³⁴

³³ الاقتان فی علوم القرآن

³⁴ ابن عاشور، التفسیر والاستنبور

4.2 متر آن مجید میں صبر کا بنیادی تصور

متر آن مجید میں صبر کو ایمان، عبادت، اخلاقی استقامت اور مشکلات کا سامنا کرنے کے اہم اصول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔³⁵

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ صبر محض خاموشی سے مشکلات برداشت کرنے کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسا اخلاقی اور روحانی رویہ ہے جو انسان کو مشکل حالات میں اپنے ایمان، ذمہ داری اور درست عمل پر قائم رہنے میں مدد دیتا ہے۔ نماز کے ساتھ صبر کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مشکلات کے دوران روحانی وابستگی اور عملی استقامت ایک دوسرے کی معاون ہو سکتی ہیں۔ تفسیری روایت میں اس آیت کو مصائب اور دینی ذمہ داریوں کے سلسلے میں ثابت قدم رہنے کی اہم تعلیم کے طور پر سمجھا گیا ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیات 155 تا 157 میں انسانی زندگی میں پیش آنے والی آزمائشوں، خوف، بھوک اور مال و جان کے نقصان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان آیات میں صبر کرنے والوں کو خوش خبری دی گئی ہے اور ان افراد کی تعریف کی گئی ہے جو مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ متر آن مجید انسانی دکھ اور نقصان کے امکان کو تسلیم کرتا ہے؛ ایمان کا تقاضا یہ نہیں کہ انسان کو غم یا تکلیف محسوس ہی نہ ہو، بلکہ یہ ہے کہ وہ مشکلات کے دوران امید، اخلاقی ضبط اور اللہ تعالیٰ سے تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔³⁶

یہاں ایک اہم نتیجہ سامنے آتا ہے کہ متر آنی تصور صبر میں جذبات کی نفی کے بجائے ان کی اخلاقی تنظیم کو اہمیت حاصل ہے۔ انسان غم، خوف یا مایوسی محسوس کر سکتا ہے، لیکن ان کی وجہ سے ناانصافی، مایوسی پھیلانے یا دوسروں کے حقوق پامال کرنے سے بچنے کی کوشش صبر کے عملی اظہار میں شامل ہے۔ اس تصور کو معاشرتی زندگی پر منطبق کیا جائے تو صبر اختلافات، حاندانی مشکلات اور اجتماعی بحرانوں کے دوران ذمہ دارانہ رویے کی بنیاد بن سکتا ہے۔ تاہم اس امکان کو ہر صورت میں یقینی یا یکساں نتیجہ متر نہیں دیا جاسکتا۔

4.3 صبر کی اقسام اور عملی اہمیت

اسلامی اخلاقی روایت میں صبر کو مختلف عملی صورتوں میں سمجھا گیا ہے۔ ایک صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا ہے، دوسری گناہ اور اخلاقی انحراف سے بچنا، جبکہ تیسری مشکلات اور ناگوار حالات میں ضبط نفس اختیار کرنا ہے۔ یہ تقسیم انسان کی دینی اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہے۔ اطاعت میں

³⁵ البقرہ 2:153

³⁶ البقرہ 2:155-157؛ البقرہ طبری، الحجاب مع الاحکام القرآن

صبر مستقل مزاجی پیدا کرتا ہے، گناہ سے بچنے کا صبر اخلاقی حدود کی حفاظت کرتا ہے، اور مصیبت میں صبر انسان کو فوری ردِ عمل کے بجائے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے

معاشرتی سطح پر ان اقسام کے متعدد مضمرات ہیں۔ مثال کے طور پر، اختلاف کی صورت میں غصے پر متاثر ہونا، کسی کمزور شخص کے ساتھ بدسلوکی سے گریز کرنا، ذمہ داریوں کو مستقل مزاجی سے ادا کرنا اور مشکل حالات میں خاندان کی معاونت کرنا صبر کے اخلاقی اظہار کی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اس کے برعکس صبر کو ہر قسم کی زیادتی برداشت کرنے کے مترادف سمجھنا اس کے اخلاقی مقصد کو محدود کر دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عدل، حقوق کی ادائیگی اور ظلم سے اجتناب بھی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں؛ اس لیے صبر کی ایسی تعبیر مناسب نہیں جو انسان کو جائز مدد حاصل کرنے یا نا انصافی کے خلاف درست طریقے سے آواز اٹھانے سے روکے۔

4.4 احادیثِ نبویہ ﷺ میں صبر کی وضاحت

احادیثِ نبویہ ﷺ میں صبر کو ایک ایسی اخلاقی قوت کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو انسان کو مشکلات کے دوران ثابت قدم رہنے میں مدد دیتی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص صبر اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا فرماتا ہے؛ اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔ یہ روایت صبر کو محض پیدائشی مزاج نہیں بلکہ تربیت اور مسلسل کوشش کے ذریعے پروان چڑھنے والی صفت کے طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔³⁷

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کا معاملہ متاثرِ تعب ہے، کیونکہ اس کے لیے خوشی اور تکلیف دونوں میں خیر کا پہلو موجود ہو سکتا ہے؛ نعمت ملنے پر شکر اور مصیبت آنے پر صبر اس کے لیے خیر کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس روایت کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ مومن حالات کے بدلنے کے باوجود اپنے اخلاقی اور روحانی اصول برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ تکلیف بذاتِ خود ہمیشہ خوش گوار یا آسان ہوتی ہے، بلکہ یہ کہ انسان مشکلات میں بھی مثبت اور ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

4.5 متر آن مجید میں توکل کا تصور

توکل متر آن مجید کا ایک اہم اخلاقی اور ایمانی تصور ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اپنے معاملات میں اس کی حکمت و رحمت پر بھروسہ کرنا ہے۔ تاہم متر آنی تصور توکل کو عمل ترک کرنے یا تمام ذمہ داریاں چھوڑ دینے کے معنی میں نہیں لیا جاسکتا۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:

قَدْ اَعَزَمْتُ تَوَكُّلًا عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُجِبُ الْمُتَوَكِّلِينَ

³⁷ البخاری، الحب مع الصحیح، کتاب الزکاۃ

ترجمہ: پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔³⁸

اس آیت میں فیصلہ کرنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا ذکر ایک ہی سیاق میں آیا ہے۔ اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ انسان کو غور و فکر، مشاورت اور مناسب فیصلہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ توکل کا مطلب یہ نہیں کہ فیصلہ کرنے، منصوبہ بندی یا کوشش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی؛ بلکہ یہ انسان کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ نتائج کے بارے میں غیر ضروری بے یقینی اور بے فتابو خوف سے نمٹنے کی اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

سورۃ الطلاق میں ارشاد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ پیدا کرتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ (الطلاق: 2-3) اس آیت میں تقویٰ، اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور مشکلات میں امید کے درمیان تعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد انسان کو امید دلانا ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ ہر مشکل فوراً ختم ہو جائے گی یا ہر شخص کو مطلوب مادی نتیجہ لازماً حاصل ہو گا۔ توکل انسان کے لیے اخلاقی استقامت اور امید کا ذریعہ ہے، جبکہ عملی نتائج مختلف حالات اور اسباب سے بھی وابستہ ہوتے ہیں۔

4.6 توکل اور عملی جدوجہد کا تعلق

مترآن مجید میں توکل کے ساتھ تدبیر اور عمل کی اہمیت بھی سامنے آتی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت 159 میں مشاورت، عزم اور توکل کا ذکر اس ترتیب سے کیا گیا ہے جو اجتماعی اور انفرادی فیصلوں کے لیے اہم رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس سے یہ اصول اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انسان کو دستیاب معلومات کی بنیاد پر مناسب فیصلہ کرنا، متعلقہ افراد سے مشورہ لینا، اپنی ذمہ داری ادا کرنا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ اس طرح توکل عملی کوشش کا متبادل نہیں بلکہ اس کے ساتھ وابستہ ایک ایمانی رویہ ہے۔

صحیح بخاری میں پرندوں کے اللہ تعالیٰ پر توکل کے حوالے سے ایک روایت موجود ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ پرندے صبح حنا پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔ اس روایت کو توکل اور کوشش کے تعلق کی وضاحت کے لیے پیش کیا جاتا ہے، کیونکہ پرندوں کی مثال حرکت اور تلاشِ رزق کے ساتھ وابستہ ہے، نہ کہ گھونلے میں بیٹھ کر کوشش ترک کرنے کے ساتھ۔ اس سے روزگار، تعلیم، علاج اور خاندانی ذمہ داریوں کے بارے میں ایک اہم اصول اخذ ہوتا ہے: انسان مناسب اسباب اختیار کرے، لیکن نتائج کو مکمل طور پر اپنے فتابو میں سمجھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر اعتماد بھی برقرار رکھے۔

³⁸ آل عمران 3:159

4.7 صبر اور توکل کا باہمی تعلق

تحقیق کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صبر اور توکل ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، لیکن دونوں کے مفہام الگ ہیں۔ صبر کا تعلق زیادہ تر ثابت و تدری، ضبطِ نفس اور مشکلات کے دوران درست عمل جاری رکھنے سے ہے، جبکہ توکل کا بنیادی تعلق اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے ہے۔ صبر انسان کو عملی طور پر قائم رہنے میں مدد دیتا ہے، اور توکل اسے یہ شعور فراہم کرتا ہے کہ انسانی کوشش کے باوجود ہر نتیجہ اس کے مکمل اختیار میں نہیں ہوتا۔ دونوں صفات مل کر انسان میں ذمہ داری اور امید کا توازن پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

یہ باہمی تعلق معاشرتی حالات میں بھی اہم ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، بے روزگاری کا سامنہ کرنے والا فرد توکل کی بنیاد پر امید برقرار رکھ سکتا ہے، جبکہ صبر اسے ملازمت کی تلاش، مہارتوں میں بہتری اور ذمہ داریوں کی ادائیگی جاری رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح خاندانی اختلافات میں صبر فوری اشتعال سے بچنے میں معاون ہو سکتا ہے، جبکہ توکل انسان کو درست مشورہ، اصلاحی کوشش اور مناسب فیصلے کے ساتھ نتائج قبول کرنے کا حوصلہ دے سکتا ہے۔ تاہم ان صفات کے عملی اظہار کے لیے علم، سماجی تعاون، دستیاب وسائل اور مناسب ادارہ جاتی مدد بھی اہم ہیں۔

4.8 صبر اور توکل کے خاندانی اثرات

خاندان معاشرتی زندگی کی بنیادی اکائی ہے، اس لیے صبر اور توکل کی تعلیمات خاندانی تعلقات کے اخلاقی پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ روزمرہ زندگی میں اختلاف رائے، مالی مشکلات، بچوں کی تربیت اور ذمہ داریوں کی تقسیم جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ صبر انسان کو غصے میں نامناسب الفاظ یا فیصلوں سے بچنے اور دوسرے مندرجہ ذیل بات سننے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ توکل انسان کو مشکلات کے دوران امید برقرار رکھنے اور اصلاح کے لیے مناسب کوشش کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ اس تناظر میں دونوں صفات باہمی احترام، تحمل اور ذمہ داری کے فروغ کے لیے اخلاقی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

تاہم صبر کے خاندانی اطلاق میں ایک اہم حد ملحوظ رہنی چاہیے۔ اگر خاندان میں تشدد، مسلسل زیادتی یا کسی فرد کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو صبر کا مطلب یہ نہیں کہ متاثرہ شخص مدد طلب نہ کرے۔ ایسی صورتوں میں حفاظت، معتبر افراد سے تعاون، قانونی و سماجی مدد اور متعلقہ اداروں تک رسائی ضروری ہو سکتی ہے۔ توکل کو بھی ایسی عملی تدابیر کے ترک کرنے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے ان دونوں تصورات کی متوازن تعبیر خاندان میں محبت اور استحکام کے ساتھ عدل اور انسانی وقار کی حفاظت کو بھی اہمیت دیتی ہے۔

4.9 معاشرتی ہم آہنگی، تنازعات اور اجتماعی ذمہ داری

صبر اور توکل کے معاشرتی مضمرات کا ایک اہم پہلو تنازعات سے نمٹنے کا طریقہ ہے۔ مختلف افراد اور گروہوں کے درمیان اختلافات فطری طور پر پیدا ہو سکتے ہیں، لیکن ان اختلافات کو حل کرنے کے لیے برداشت، انصاف، مکالمے اور ذمہ دارانہ فیصلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ صبر انسان کو فوری اشتعال اور انتقامی رویے سے بچنے کی ترغیب دے سکتا ہے، جبکہ توکل مشکل مذاکرات اور اصلاحی کوششوں کے دوران امید اور ثابت و تدری برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ تاہم معاشرتی امن صرف انفرادی صبر پر منحصر نہیں، منصفانہ ادارے، قانون کی بالادستی اور حقوق کا تحفظ بھی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

اسلامی اخلاقی روایت میں مسرد کی اصلاح اور معاشرتی ذمہ داری کو ایک دوسرے سے الگ نہیں سمجھا جاتا۔ اگر صبر انسان کو اپنے ذاتی مفاد سے آگے بڑھ کر دوسروں کی مشکلات سمجھنے کی ترغیب دے، اور توکل اسے بھلائی کے کاموں میں ثابت قدم رکھے، تو یہ رویے باہمی تعاون اور اجتماعی خیر کے مفروضہ میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اس کا اطلاق ضرورت مندوں کی مدد، تنازعات کے پُر امن حل، سماجی خدمت اور کمزور افراد کے حقوق کے احترام پر کیا جاسکتا ہے۔ تاہم ان نتائج کو مسترآنی و اخلاقی تعلیمات سے اخذ کیے گئے امکانات کے طور پر سمجھنا چاہیے، نہ کہ اس تحقیق کے ذریعے تجرباتی طور پر ثابت شدہ سماجی اثرات کے طور پر۔

4.10 مشکلات، امید اور انسانی رویے

صبر اور توکل کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ انسان کو مشکلات کے دوران امید اور مقصدیت برقرار رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مسترآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کی تعلیم دی گئی ہے، جسے انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی میں امید کے ایک اہم اصول کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ مشکلات کے دوران یہ یقین کہ انسان اپنی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید وابستہ رکھ سکتا ہے، اسے بے عملی کے بجائے مناسب کوشش جاری رکھنے کی طرف مائل کر سکتا ہے۔³⁹

اس اصول کو موجودہ معاشرتی حالات میں لاگو کرتے وقت احتیاط ضروری ہے۔ صبر اور توکل روحانی سہارا فراہم کر سکتے ہیں، لیکن یہ پیشہ ورانہ طبی، نفسیاتی، معاشی یا قانونی مدد کا متبادل نہیں ہیں۔ شدید ذہنی پریشانی، بیماری، گھریلو تشدد یا مالی بحران کا سامنا کرنے والے افراد کو متعلقہ ماہرین اور معاون اداروں سے مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ مذہبی رہنمائی اور مناسب عملی مدد ایک دوسرے کی معاون بن سکتی ہیں۔ اس لیے صبر و توکل کی متوازن تعلیم امید کے ساتھ ساتھ مدد طلب کرنے اور مسئلے کے حل کے لیے اقدام کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

4.11 باب کے اہم نتائج

مستنی اور تفسیری تجزیے کی بنیاد پر درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

اول۔ مسترآن مجید میں صبر کو ایمان، عبادت، اخلاقی استقامت اور مشکلات کے دوران ذمہ دارانہ رویے سے مربوط کیا گیا ہے۔ صبر کا مفہوم محض تکلیف برداشت کرنے تک محدود نہیں بلکہ درست عمل پر قائم رہنے کو بھی شامل کرتا ہے۔

دوم۔ توکل کا بنیادی مفہوم اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہے، لیکن مسترآنی سیاق اسے مشاورت، عزم اور عملی کوشش سے جدا نہیں کرتا۔ اس لیے توکل کو بے عملی یا اسباب ترک کرنے کے مترادف سمجھنا درست نہیں۔

سوم۔ صبر اور توکل ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ صبر مشکلات میں استقامت کی بنیاد فراہم کرتا ہے، جبکہ توکل انسان کو نتائج کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور امید برقرار رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

³⁹ القرآن الکریم، الزمر 53:39؛ یوسف 12:87

چہارم۔ ان دونوں صفات سے خاندانی استحکام، تنازعات میں تحمل، باہمی تعاون اور اجتماعی ذمہ داری کے لیے اخلاقی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ تاہم ان اثرات کا حقیقی دائرہ معاشرتی، معاشی اور ادارہ جاتی حالات سے بھی متاثر ہوتا ہے۔

پنجم۔ صبر اور توکل کی متوازن تعبیر میں انسانی حقوق، عدل، جائز کوشش اور مناسب مدد حاصل کرنے کی اہمیت برقرار رہنی چاہیے۔ ان تصورات کو ظلم یا بے عملی کا جواز نہیں بنایا جانا چاہیے۔

ان نتائج کی بنیاد پر اگلے باب میں موجودہ علمی مباحث کے ساتھ ان نکات کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا اور یہ واضح کیا جائے گا کہ صبر و توکل کی تعلیمات معاشرتی زندگی کے لیے کس نوعیت کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

5۔ بحث (Discussion)

5.1 نتائج کی تشریح

اس تحقیق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ مترآن مجید میں صبر اور توکل کو انسانی زندگی کے ایسے باہم مربوط اصولوں کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے جو روحانی وابستگی، اخلاقی استقامت اور عملی ذمہ داری کو یکجا کرتے ہیں۔ صبر انسان کو مشکلات کے دوران اپنے اصولوں پر قائم رہنے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ توکل اسے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ مناسب اقدام کرنے اور نتائج کے بارے میں متوازن رویہ اختیار کرنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان دونوں تصورات کی یہ تعبیر انہیں محض انفرادی عبادت یا انجی روحانی تجربے تک محدود نہیں رکھتی، بلکہ ان کے اخلاقی اور معاشرتی مضمرات بھی سامنے لاتا ہے۔

نتائج کی تشریح کرتے وقت یہ مندرجہ ذیل ہے کہ مترآنی تعلیمات کسی اخلاقی رویے کی ترغیب دیتی ہیں، جبکہ اس رویے کے معاشرتی نتائج کا تجربہ بانی تعین ایک الگ تحقیقی کام ہے۔ موجودہ تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صبر اور توکل برداشت، ذمہ داری، امید اور اخلاقی استقامت کے لیے ایک نظری و دینی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ تاہم یہ تحقیق اس بات کا شریاتی ثبوت فراہم نہیں کرتی کہ ان صفات کی موجودگی سے کسی مخصوص معاشرتی مسئلے میں لازماً کتنی کمی آتی ہے۔ ایسے سوالات کے لیے سروے، انٹرویوز، مشاہدے یا دیگر تجرباتی طریقوں کی ضرورت ہوگی۔ اس مندرجہ کو برقرار رکھنا تحقیق کے نتائج کو علمی طور پر قابل اعتماد بنانے کے لیے ضروری ہے۔

5.2 صبر: کمزوری نہیں بلکہ اخلاقی استقامت

عام معاشرتی گفتگو میں کبھی کبھی صبر کو خاموش رہنے، اپنی بات نہ کہنے یا ہر ناانصافی قبول کرنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مترآنی تعلیمات کا مطالعہ اس محدود تعبیر پر نظر ثانی کی ضرورت ظاہر کرتا ہے۔ مترآن مجید ایک طرف صبر کی فضیلت بیان کرتا ہے اور دوسری طرف عدل، حق گوئی اور ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ صبر کو ایسے رویے کے طور پر سمجھنا زیادہ مناسب ہے جو انسان کو مشکل صورت حال میں اخلاقی اصول برقرار رکھنے میں مدد دے، نہ کہ اسے جائز اقدام سے روک دے۔

یہ تعبیر موجودہ معاشرتی زندگی میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ حنائی اختلافات، کام کی جگہ پر مسائل یا اجتماعی تنازعات کے دوران صبر انسان کو جذباتی ردِ عمل سے بچا کر معاملے کو سمجھنے، مشورہ کرنے اور مناسب حل تلاش کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ لیکن جہاں کسی کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، وہاں انصاف کے حصول کے لیے فتانوں، سماجی یا ادارہ جاتی ذرائع استعمال کرنا بھی ضروری ہو سکتا ہے۔ اس طرح صبر اور عدل کو ایک دوسرے کے مخالف سمجھنے کے بجائے ان کے درمیان متوازن تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔

5.3 توکل اور انسانی ذمہ داری

توکل کے بارے میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد اور انسانی کوشش کے درمیان تعلق کیسے سمجھا جائے۔ قرآنی آیت آل عمران 3:159 میں مشاورت، عزم اور توکل کا ایک ساتھ ذکر اس سوال کے جواب میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس آیت سے یہ مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انسان کو دستیاب معلومات کے مطابق فیصلہ کرنا اور اپنی ذمہ داری پوری کرنا چاہیے، پھر نتائج کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ توکل اس بات کا نام نہیں کہ انسان اپنی صلاحیتوں، علم یا ذمہ داریوں کو استعمال کرنا چھوڑ دے۔

عملی زندگی میں یہ اصول تعلیم، روزگار، صحت اور حنائی فیصلوں پر منطبق کیا جاسکتا ہے۔ طالب علم کو کامیابی کی امید کے ساتھ مطالعہ اور تیاری بھی کرنی چاہیے؛ روزگار تلاش کرنے والے فرد کو دعا اور توکل کے ساتھ مہارتوں میں بہتری اور مناسب مواقع کی تلاش جاری رکھنی چاہیے؛ اور بیماری کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے ساتھ مناسب طبی مشورہ حاصل کرنا چاہیے۔ یہ مثالیں توکل کو عملی ذمہ داری کے ساتھ مربوط کرتی ہیں۔ ان سے یہ دعویٰ مراد نہیں کہ ہر کوشش لازماً مطلوبہ نتیجہ دے گی، بلکہ یہ کہ نتائج کی غیر یقینی کے باوجود ذمہ دارانہ کوشش جاری رکھنا ایک متوازن رویہ ہے۔

5.4 صبر اور توکل کا تکمیلی کردار

صبر اور توکل کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے یہ فرق اہم ہے کہ صبر مشکلات کے دوران ثابت قدم رہنے کی صلاحیت سے متعلق ہے، جبکہ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ وابستہ ہے۔ انسان کو کوشش کرتا ہے، مگر اسے ہمیشہ مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں صبر اسے مایوسی کے باعث اپنی اخلاقی ذمہ داریاں ترک کرنے سے بچا سکتا ہے، جبکہ توکل اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حکمت پر اعتماد برقرار رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس طرح دونوں صفات انسان کی عملی جدوجہد اور نتائج کے بارے میں اس کے رویے میں توازن پیدا کرنے میں معاون ہو سکتی ہیں۔

یہ تکمیلی کردار معاشرتی حالات میں بھی اہم ہے۔ اگر کسی حنائی کو مالی مشکلات کا سامنا ہو تو صبر انفرادی کو باہمی تعاون، خیرچ میں احتیاط اور مسئلے کے حل کے لیے مستقل کوشش پر آمادہ کر سکتا ہے، جبکہ توکل انہیں امید اور اعتماد برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح کسی اجتماعی منصوبے میں ناکامی کے بعد صبر غلطیوں سے سیکھنے اور کوشش جاری رکھنے کی ترغیب دے سکتا ہے، جبکہ توکل انسان کو ہر نتیجے کو مکمل طور پر اپنے اختیار میں سمجھنے سے روکتا ہے۔ یہ مثالیں ان تصورات کی عملی افادیت کی وضاحت کرتی ہیں، لیکن ان کے نتائج کا انحصار حالات، دستیاب وسائل اور متعلقہ افراد کے رویوں پر بھی ہوتا ہے۔

5.5 حناندانی زندگی میں اخلاقی اثرات

حناندانی تعلقات میں برداشت، احترام، گفتگو اور ذمہ داری بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ صبر ان رویوں کو تقویت دینے کے لیے اخلاقی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے، کیونکہ اختلاف کے دوران فوری غصے یا انتقام کے بجائے تحمل سے کام لینا تعلقات کو نقصان پہنچانے والے رویوں سے بچا سکتا ہے۔ توکل انسان کو حناندانی مسائل کے حل کے لیے کوشش کرتے ہوئے امید برقرار رکھنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ ان دونوں تصورات کا متوازن اطلاق حناندان کے افراد کو مسائل پر گفتگو کرنے، ایک دوسرے کی ضروریات سمجھنے اور مناسب فیصلے کرنے کی طرف مائل کر سکتا ہے۔

تاہم حناندانی استحکام کا انحصار صرف صبر یا توکل پر نہیں ہوتا۔ معاشی حالات، تعلیم، سماجی مدد، انصاف اور حناندان کے افراد کا عملی رویہ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ان تصورات کو حناندان کے تمام مسائل کا واحد حل قرار دینا مناسب نہیں۔ خصوصاً تشدد یا استحصال کی صورت میں متاثرہ فرد کی حفاظت اور حقوق کا تحفظ مقدم ہے۔ مذہبی تعلیمات کا اطلاق ایسے انداز میں ہونا چاہیے جو انصاف، انسانی وقار اور ذمہ دارانہ مدد کے حصول کو تقویت دے، نہ کہ زیادتی کو برقرار رکھنے کا ذریعہ بنے۔

5.6 معاشرتی ہم آہنگی اور اجتماعی بھلائی

معاشرتی ہم آہنگی کے لیے صرف اختلافات کا نہ ہونا کافی نہیں، بلکہ اختلافات کو منصفانہ اور پُر امن طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت بھی ضروری ہے۔ صبر افراد کو دوسرے نقطہ نظر کو سننے، جذباتی ردِ عمل پر قابو پانے اور مسئلے کا جائزہ لینے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ توکل اصلاحی کوششوں کے دوران امید اور ثابت قدمی برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ جب یہ رویے عدل، مشاورت اور حقوق کے احترام کے ساتھ جمع ہوں تو وہ اجتماعی بھلائی کے لیے اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ معاشرتی مسائل کو صرف افراد کے صبر کی کمی سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ عبرت، بے روزگاری، ناانصافی اور ادارہ جاتی کمزوری جیسے مسائل کے حل کے لیے پالیسی، وسائل، مؤثر اداروں اور اجتماعی اقدامات کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ صبر اور توکل افراد کو ایسے حالات میں ذمہ دارانہ کردار ادا کرنے کی اخلاقی ترغیب دے سکتے ہیں، لیکن وہ منصفانہ نظام اور عملی اصلاحات کا متبادل نہیں ہیں۔ اس لیے اسلامی اخلاقی اصولوں اور معاشرتی ذمہ داری کے درمیان تعلق کو یکجا سمجھنا ضروری ہے۔

5.7 موجودہ دور میں صبر اور توکل کی معنویت

موجودہ دور میں تیز رفتار سماجی تبدیلی، معاشی دباؤ، معلومات کی کثرت اور مستقبل کے بارے میں غیر یقینی انسانوں کے لیے مختلف چیلنجز پیدا کر سکتی ہے۔ ایسے حالات میں صبر انسان کو جلد بازی سے بچنے، اپنی ذمہ داریوں کو منظم کرنے اور مشکلات کے دوران اخلاقی اصول برقرار رکھنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ توکل انسان کو یہ شعور فراہم کر سکتا ہے کہ مناسب کوشش کے باوجود ہر نتیجہ اس کے مکمل اختیار میں نہیں، اس لیے اسے اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے امید برقرار رکھنی چاہیے۔ یہ دونوں تصورات جدید زندگی کے دباؤ سے نمٹنے کے لیے ایک دینی و اخلاقی زاویے نظر فراہم کرتے ہیں۔

اس کے باوجود صبر اور توکل کو جدید مسائل کا واحد یا فوری حل سمجھنا درست نہیں۔ شدید ذہنی پریشانی یا دیگر صحت کے مسائل میں مناسب طبی اور نفسیاتی مدد ضروری ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مالی مشکلات کے لیے روزگار کے مواقع، مہارتوں کی ترقی اور سماجی تعاون کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مذہبی رہنمائی، پیشہ ورانہ مدد اور عملی تدابیر کو ایک دوسرے کے مقابل نہیں رکھنا چاہیے؛ ان کا باہمی تعاون انسان کی مدد کے زیادہ جامع طریقے فراہم کر سکتا ہے۔ موجودہ تحقیق کا نقطہ نظر یہی ہے کہ صبر اور توکل کو ذمہ دارانہ کوشش اور مناسب مدد کے ساتھ سمجھا جائے۔

5.8 تحقیق کے نتائج اور سابقہ علمی روایت کا تعلق

کلاسیکی اسلامی علمی روایت میں صبر اور توکل کو ایمان، اخلاقی تربیت اور روحانی ترقی کے اہم موضوعات کے طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔ تفسیری کتب مترآنی آیات کے معانی اور سیاق کی وضاحت کرتی ہیں، جبکہ اخلاقی اور روحانی تصانیف ان تصورات کے عملی اور باطنی پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہیں۔ موجودہ تحقیق ان علمی مباحث کو معاشرتی زندگی کے تناظر میں منظم انداز سے جوڑنے کی کوشش کرتی ہے، خصوصاً خاندانی ذمہ داری، اجتماعی تعاون، تنازعات کے حل اور عملی کوشش کے پہلوؤں پر توجہ دیتی ہے۔⁴⁰

اس تحقیق کی ایک اہم جہت یہ ہے کہ اس میں صبر اور توکل کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ان کی عنایت سے بھی بحث کی گئی ہے۔ صبر کو ظلم پر خاموشی، اور توکل کو کوشش ترک کرنے کے مترادف نہیں سمجھا گیا۔ اسی طرح ان تصورات کے ممکنہ معاشرتی فوائد کو بیان کرتے ہوئے انہیں تجرباتی طور پر ثابت شدہ نتائج مترادف نہیں دیا گیا۔ یہ مندرجہ تحقیق کے دائرہ کار کو واضح کرتا ہے اور مستقبل میں ایسے مطالعات کی گنجائش بھی پیدا کرتا ہے جو مترآنی و اخلاقی تجزیے کو معاشرتی مشاہدے یا تجرباتی تحقیق کے ساتھ مربوط کریں۔

5.9 تحقیق کی حدود اور مستقبل کے مطالعے کے امکانات

موجودہ تحقیق کی بنیادی حد یہ ہے کہ اس کا انحصار مترآنی نصوص، احادیث، تفاسیر اور اسلامی اخلاقی لٹریچر کے مطالعے پر ہے۔ اس میں کسی مخصوص آبادی کا سروے، انٹرویو یا تجرباتی مشاہدہ شامل نہیں، اس لیے نتائج کو معاشرے کے تمام افراد یا تمام حالات پر یکساں طور پر لاگو نہیں کیا جاسکتا۔ مزید یہ کہ کلاسیکی علمی مصادر میں موضوع کی تشریح مختلف علمی زاویوں سے کی گئی ہے؛ اس لیے ہر بحث کو ایک ہی تعبیر میں محدود کرنے کے بجائے سیاق اور علمی روایت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

مستقبل میں اس موضوع پر ایک تجرباتی مطالعہ کیا جاسکتا ہے جس میں یہ دیکھا جائے کہ افراد صبر اور توکل کے تصورات کو اپنی روزمرہ زندگی میں کس طرح سمجھتے اور استعمال کرتے ہیں۔ انٹرویوز، سوال ناموں یا مخصوص سماجی حالات کے مطالعات کے ذریعے خاندانی تعلقات، تنازعات کے حل، امید اور عملی کوشش کے درمیان تعلقات

⁴⁰ الغزالی، احیاء علوم الدین

کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ ایسے مطالعے میں تحقیقی اخلاقیات، نمونے کے انتخاب اور پیمائش کے معیار کا خیال رکھنا ضروری ہوگا۔ اس طرح مذہبی و اخلاقی تصورات کے مستند مطالعے اور ان کے معاشرتی اطلاق کے درمیان مسزید واضح تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔

5.10 باب کا خلاصہ

اس باب میں نتائج کی تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ صبر اور توکل اسلامی تعلیمات میں باہم مربوط مگر الگ مفہام رکھتے ہیں۔ صبر اخلاقی استقامت اور مشکلات میں ثابت قدمی کی تسلیم دیتا ہے، جبکہ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ ذمہ دارانہ کوشش جاری رکھنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان دونوں صفات سے حاندانی تعلقات، معاشرتی ہم آہنگی، تنازعات کے حل اور اجتماعی ذمہ داری کے لیے اخلاقی اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ تاہم ان اصولوں کے عملی نتائج سماجی، معاشی اور ادارہ جاتی حالات سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے صبر اور توکل کی جامع تعبیر میں عدل، حقوق، تدبیر اور مناسب مدد کے حصول کو لازماً ملحوظ رکھنا چاہیے۔

6- نتیجہ (Conclusion)

6.1 تعارف

زیر نظر تحقیق کا مقصد مترآن مجید کی روشنی میں صبر اور توکل کے مفہام کو واضح کرنا اور ان کے انفرادی، حاندانی اور معاشرتی اثرات کا تجزیہ پیش کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے مترآن مجید کی متعلقہ آیات، احادیثِ نبویہ ﷺ، تفاسیر اور اسلامی اخلاقی لٹریچر کا تو صیغی، تجزیاتی اور موضوعاتی مطالعہ کیا گیا۔ تحقیق میں صبر اور توکل کو محض روحانی تصورات کے طور پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ ان کے عملی پہلوؤں، اخلاقی اہمیت اور معاشرتی زندگی سے تعلق کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ مجموعی طور پر مطالعہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ یہ دونوں صفات انسان کو مشکلات میں ثابت قدم رہنے، اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد برقرار رکھنے کے لیے دینی و اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

6.2 مترآن مجید میں صبر کا تصور

تحقیق کا پہلا اہم نتیجہ یہ ہے کہ مترآن مجید میں صبر کو ایمان، عبادت، اخلاقی استقامت اور مشکلات کے دوران ذمہ دارانہ رویے سے مربوط کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت 153 میں صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرنے کی تسلیم دی گئی ہے، جبکہ آیات 155 تا 157 میں آزمائشوں کے دوران صبر کرنے والوں کے لیے خوش خبری بیان کی گئی ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی زندگی میں مشکلات کا پیش آنا ایک حقیقت ہے، لیکن ان حالات میں اخلاقی اصولوں پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ سے تعلق برقرار رکھنا اور درست عمل جاری رکھنا اہم ہے۔⁴¹

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صبر کا مفہوم محض خاموشی سے تکلیف برداشت کرنا نہیں ہے۔ اس میں اطاعت پر ثابت قدمی، گناہ سے اجتناب، ضبطِ نفس اور مشکلات کے دوران ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کرنا شامل ہے۔ اس بنا پر

⁴¹ البقرہ آن الکرم، البقرہ 153:2، 155-157

صبر ایک فعال اخلاقی صفت ہے جو انسان کو جلد بازی، غیر ذمہ دارانہ ردِ عمل اور مایوسی کے باوجود مناسب کوشش جاری رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ تاہم صبر کو ظلم قبول کرنے یا حائزِ حقوق سے دست بردار ہونے کے معنی میں لینا درست نہیں، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں عدل اور حقوق کی ادائیگی کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

6.3. مہر آن مجید میں توکل کا تصور

تحقیق کا دوسرا اہم نتیجہ یہ ہے کہ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اس کی حکمت پر یقین اور اپنے معاملات میں اس کی طرف رجوع کرنے سے متعلق ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت 159 میں مشاورت اور عزم کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ آیت اس تصور کو تقویت دیتی ہے کہ توکل اور عملی جدوجہد ایک دوسرے کے مخالف نہیں، بلکہ ان کے درمیان باہمی تعلق موجود ہے۔ انسان کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے، مناسب تدبیر اختیار کرنے اور دستیاب وسائل استعمال کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا چاہیے۔

اسی طرح سورۃ الطلاق کی آیات 2 اور 3 میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کے لیے اس کی کفایت اور مدد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس تعلیم سے مشکلات کے دوران امید اور اعتماد کا اصول سامنے آتا ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر مشکل فوراً ختم ہو جائے گی یا ہر کوشش لازماً مطلوبہ نتیجہ دے گی۔ توکل انسان کو کوشش کے باوجود نتائج کی غیر یقینی صورتِ حال میں متوازن رویہ اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد برقرار رکھنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

6.4. صبر اور توکل کا باہمی تعلق

تحقیق کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر اور توکل کے مفہام الگ ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ صبر کا تعلق مشکلات میں ثابت قدمی، ضبطِ نفس اور اخلاقی اصولوں پر قائم رہنے سے ہے، جبکہ توکل کا تعلق اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور نتائج کے بارے میں اس پر بھروسہ کرنے سے ہے۔ صبر انسان کو اپنی ذمہ داریاں جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ہے، اور توکل اسے اس حقیقت کا شعور دیتا ہے کہ ہر نتیجہ مکمل طور پر انسانی اختیار میں نہیں ہوتا۔ اس طرح دونوں صفات انسان کی عملی کوشش، روحانی وابستگی اور نتائج کے بارے میں رویے میں توازن پیدا کرنے میں معاون ہو سکتی ہیں۔

یہ باہمی تعلق روزمرہ زندگی میں بھی اہمیت رکھتا ہے۔ تعلیم، روزگار، خاندانی ذمہ داریوں اور معاشرتی مسائل کے دوران انسان کو مستقل کوشش کے ساتھ تحمل اور امید کی ضرورت ہوتی ہے۔ صبر اسے مشکلات کے باوجود کوشش جاری رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، جبکہ توکل نتائج کے بارے میں غیر ضروری اضطراب کو متوازن کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد برقرار رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس کے باوجود عملی کامیابی کا انحصار صرف انفرادی صفات پر نہیں، بلکہ علم، وسائل، سماجی تعاون اور حالات پر بھی ہوتا ہے۔

6.5 صبر اور توکل کے معاشرتی اثرات

تحقیق کے مطابق صبر اور توکل سے حناندانی استحکام، اخلاقی ضبط، باہمی احترام، تنازعات کے پُر امن حل اور اجتماعی ذمہ داری کے لیے اہم رہنمائی اخذ کی جاسکتی ہے۔ صبر انسان کو اختلاف کے دوران جلد بازی اور اشتعال سے بچنے، دوسرے افراد کی بات سننے اور مناسب حل تلاش کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ توکل مشکل حالات میں امید برقرار رکھنے اور اصلاحی کوششوں کو جاری رکھنے کے لیے اخلاقی سہارا فراہم کر سکتا ہے۔ ان صفات کا متوازن اظہار معاشرتی تعلقات میں تحمل، تعاون اور ذمہ دارانہ رویوں کے فروغ میں معاون ہو سکتا ہے۔

تاہم یہ نتائج بنیادی طور پر مقرر آنی و اخلاقی تعلیمات کے تجزیے سے اخذ کیے گئے ہیں۔ موجودہ تحقیق میں کوئی تجرباتی سروے یا شماراتی مطالعہ شامل نہیں، اس لیے دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ صبر اور توکل کسی مخصوص معاشرتی مسئلے کو لازمًا ختم کر دیتے ہیں۔ معاشرتی ہم آہنگی کے لیے عدل، مؤثر ادارے، حقوق کا تحفظ، معاشی مواقع اور باہمی تعاون بھی ضروری ہیں۔ اس لیے ان دونوں صفات کو وسیع تر اخلاقی اور معاشرتی نظام کے حصے کے طور پر سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔

6.6 صبر اور توکل کی متوازن تعبیر

تحقیق کا ایک بنیادی نتیجہ یہ ہے کہ صبر اور توکل کی درست تعبیر میں اعتدال ضروری ہے۔ صبر کو ہر قسم کی ناانصافی برداشت کرنے اور توکل کو عملی اسباب ترک کرنے کے معنی میں لینا ان تصورات کے اخلاقی مقاصد کو محدود کر دیتا ہے۔ مقرر آن مجید انسان کو صبر اور توکل کی تسلیم دینے کے ساتھ عدل، مشاورت اور ذمہ داری کی ادائیگی کی بھی ہدایت دیتا ہے۔ اس لیے ان تصورات کا عملی اطلاق ایسا ہونا چاہیے جو انسان کو اخلاقی استقامت کے ساتھ جانور کوشش، مناسب مدد کے حصول اور حقوق کے تحفظ کی طرف بھی مائل کرے۔

اسی تناظر میں یہ بات اہم ہے کہ روحانی رہنمائی کو طبی، نفسیاتی، قانونی یا معاشرتی مدد کے متبادل کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔ مشکلات کے دوران صبر اور توکل انسان کے لیے امید اور اخلاقی سہارا فراہم کر سکتے ہیں، لیکن بعض مسائل کے حل کے لیے ماہرین، متعلقہ اداروں اور حناندان یا معاشرے کے تعاون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح دینی تعلیمات اور عملی اقدامات ایک دوسرے کی معاونت کر سکتے ہیں۔

6.7 تحقیق کے سوالات کے جوابات

تحقیق کے بنیادی سوالات کے تجزیے سے درج ذیل جوابات سامنے آتے ہیں۔

پہلا۔ مقرر آن مجید میں صبر کو ایمان، عبادت، اخلاقی استقامت اور آزمائشوں میں ثابت قدمی کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ یہ انسان کو مشکلات کے دوران ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے اور درست عمل پر قائم رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسرا۔ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اس کی حکمت پر بھروسہ کرنے کا نام ہے، لیکن اس کا مطلب عملی کوشش ترک کرنا نہیں۔ مقرر آنی تعلیمات مشاورت، عزم اور ذمہ داری کی ادائیگی کو بھی اہمیت دیتی ہیں۔

تیسرا۔ صبر اور توکل کا باہمی تعلق یہ ہے کہ صبر انسان کو کوشش جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ توکل اسے نتائج کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد برقرار رکھنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

چوتھا۔ ان دونوں صفات سے حسانہ تعلقات، معاشرتی ہم آہنگی، تنازعات کے حل اور اجتماعی تعاون کے لیے اخلاقی اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ تاہم ان کے حقیقی معاشرتی اثرات کے تجرباتی تعین کے لیے مزید میدانی تحقیق کی ضرورت ہے۔

6.8 حتمی نتیجہ

مجموعی طور پر یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ مترآن مجید میں صبر اور توکل انسانی زندگی کے دو اہم اخلاقی و روحانی اصول ہیں جو انسان کو مشکلات میں استقامت، ذمہ داری کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کی تعلیم دیتے ہیں۔ صبر انسان کے کردار میں تحمل اور ثابت قدمی پیدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ توکل اسے اپنی کوشش جاری رکھنے کے ساتھ نتائج کے بارے میں متوازن رویہ اختیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دونوں صفات کا معاشرتی پہلو اس وقت زیادہ واضح ہوتا ہے جب ان کا اظہار عدل، باہمی احترام، تعاون اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ہو۔

اس تحقیق کی مجموعی اہمیت یہ ہے کہ یہ صبر اور توکل کو محض انفرادی روحانی تصورات تک محدود نہیں رکھتی، بلکہ انہیں معاشرتی ذمہ داری اور اخلاقی کردار کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم ان تصورات کے عملی اثرات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کے بجائے انہیں مترآنی و اخلاقی رہنمائی کے طور پر پیش کرنا ضروری ہے۔ مستقبل میں تجرباتی مطالعات کے ذریعے یہ جانچا جاسکتا ہے کہ انفرادی اور معاشرے ان تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں کس طرح سمجھتے اور اختیار کرتے ہیں۔

7۔ سفارشات (Recommendations)

7.1 مترآنی تعلیمات کی متوازن تفہیم کو فروغ دینا

ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں، دینی مراکز اور سماجی تنظیموں میں صبر اور توکل کے مفہام کو مترآن مجید اور معتبر تفسیری مصادر کی روشنی میں واضح کیا جائے۔ ان تصورات کی تعلیم دیتے وقت یہ مندرجہ نمایاں کیا جائے کہ صبر اخلاقی استقامت اور ذمہ داری کا نام ہے، جبکہ توکل اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ مناسب کوشش جاری رکھنے سے متعلق ہے۔ ان دونوں کو خاموشی سے ہر نا انصافی برداشت کرنے یا عملی تدبیر ترک کرنے کے معنی میں پیش کرنے سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

7.2 تعلیمی نصاب میں اخلاقی تربیت کو شامل کرنا

اسکولوں، کالجوں اور جامعات کے متعلقہ اسلامیات اور اخلاقی تربیت کے نصاب میں صبر اور توکل کے عملی پہلوؤں کو مناسب انداز میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ طلبہ کو صرف ان تصورات کی تعریفیں یاد کرانے کے بجائے ایسی مثالوں کے ذریعے سمجھایا جائے کہ اختلاف رائے، ناکامی، امتحانی دباؤ اور اجتماعی ذمہ داریوں کے دوران ان کا اطلاق کیسے کیا جاسکتا

ہے۔ اس تربیت میں عدل، احترام، مشاورت، ذمہ داری اور مسائل کے حل کی صلاحیت کو بھی شامل کرنا چاہیے، تاکہ مذہبی تعلیم روزمرہ زندگی سے مربوط ہو سکے۔

7.3 خاندانی تعلقات میں تحمل اور مشاورت کو فروغ دینا

خاندانی زندگی میں صبر اور توکل کی تعلیمات کو باہمی احترام، تحمل اور مشاورت کے ساتھ مربوط کیا جائے۔ والدین، بچوں اور دیگر افراد کو اختلافات کے دوران ایک دوسرے کی بات سننے، جذباتی ردِ عمل پر قابو پانے اور مسائل کا مناسب حل تلاش کرنے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔ تاہم اس سفارش کا مقصد کسی متاثرہ فرد کو تشدد یا استحصال برداشت کرنے پر مجبور کرنا نہیں ہے۔ ایسی صورت حال میں حفاظت، حقوق کے تحفظ اور مناسب قانونی یا سماجی مدد کو ترجیح دی جانی چاہیے۔⁴²

7.4 توکل کے ساتھ عملی کوشش کی تعلیم دینا

دینی خطبات، تدریسی سرگرمیوں اور تربیتی پروگراموں میں اس بات پر زور دیا جائے کہ توکل ذمہ داری اور کوشش کا متبادل نہیں۔ طلبہ، نوجوانوں اور دیگر افراد کو تعلیم، روزگار، صحت اور معاشرتی مسائل کے سلسلے میں مناسب منصوبہ بندی، مشاورت اور دستیاب وسائل سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی جائے۔ دعا اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ عملی اقدامات کو بھی اہمیت دی جائے، تاکہ توکل کو بے عملی کے بجائے ذمہ دارانہ جدوجہد کے ساتھ مربوط کیا جاسکے۔

7.5 معاشرتی تعاون اور اجتماعی ذمہ داری کو مضبوط بنانا

صبر اور توکل کی تعلیمات کو ضرورت مندوں کی مدد، سماجی خدمت، باہمی تعاون اور اجتماعی بھلائی کے منصوبوں سے مربوط کیا جاسکتا ہے۔ دینی اور سماجی ادارے ایسے پروگرام ترتیب دے سکتے ہیں جن میں ضرورت مند خاندانوں کی معاونت، تعلیمی رہنمائی، تنازعات کے پُر امن حل اور کمزور افراد کے حقوق کے تحفظ پر توجہ دی جائے۔ اس طرح ان تصورات کی تعلیم صرف نظری گفتگو تک محدود نہیں رہے گی بلکہ معاشرتی ذمہ داری کے عملی اظہار سے بھی وابستہ ہو سکے گی۔

7.6 ذہنی اور معاشرتی مشکلات میں مناسب مدد کی حوصلہ افزائی

صبر اور توکل کو مشکلات کے دوران امید اور روحانی استقامت کے ذرائع کے طور پر پیش کیا جائے، لیکن یہ بھی واضح کیا جائے کہ شدید ذہنی پریشانی، بیماری، تشدد یا مالی بحران میں متعلقہ ماہرین اور اداروں سے مدد لینا درست اور بعض اوقات ضروری قدم ہوتا ہے۔ مذہبی رہنماؤں اور سماجی کارکنوں کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی مشکلات کو محض کمزور ایمان یا صبر کی کمی سے منسوب نہ کریں۔ اس کے بجائے متاثرہ افراد کی صورت حال کو سمجھنے، مناسب رہنمائی دینے اور ضرورت کے مطابق پیشہ ورانہ مدد تک رسائی میں تعاون کرنے پر توجہ دی جائے۔

⁴² القرآن الکریم، الروم 30:21؛ النساء 4:19

7.7 دینی خطبات اور عوامی آگاہی میں احتیاط

مساجد، دینی اجتماعات اور عوامی آگاہی کے پروگراموں میں صبر اور توکل کی تعلیم دیتے وقت متعلقہ مترآنی آیات اور احادیث کو ان کے درست سیاق و سباق میں پیش کیا جائے۔ کسی آیت یا حدیث کو اس کے مفہوم سے الگ کر کے ایسا پیغام اخذ نہ کیا جائے جو نا انصافی، بے عملی یا دوسروں کے حقوق کی پامالی کو جائز و مترادف دے۔ خطبات اور تربیتی مواد میں صبر، توکل، عدل، مشاورت اور انسانی ذمہ داری کے درمیان تعلق واضح کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

7.8 معاشرتی اداروں میں انصاف اور ذمہ داری کو اہمیت دینا

معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے انفرادی اخلاقی تربیت کے ساتھ ادارہ جاتی انصاف بھی ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں، کام کی جگہوں اور عوامی اداروں میں شکایات کے منصفانہ ازالے، امتیازی سلوک سے اجتناب، حقوق کے تحفظ اور شفاف فیصلوں کو فروغ دیا جائے۔ صبر اور توکل کی تعلیم کو اس انداز میں استعمال کیا جائے کہ افراد مشکل حالات میں ذمہ دارانہ رویہ اختیار کریں، لیکن ادارے اپنی ذمہ داری سے دست بردار نہ ہوں۔ اجتماعی مسائل کا حل صرف افراد کے تحمل پر نہیں بلکہ منصفانہ نظام اور عملی اصلاحات پر بھی منحصر ہوتا ہے۔⁴³

7.9 آئندہ تحقیقی مطالعات کی سفارش

چونکہ موجودہ تحقیق بنیادی طور پر مترآنی، حدیث اور تفسیری مصادر کے تجزیے پر مبنی ہے، اس لیے آئندہ محققین کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبر اور توکل کے معاشرتی اطلاق کا تجرباتی مطالعہ بھی کریں۔ سوال ناموں، نیم ساخت انٹرویوز یا مخصوص معاشرتی گروہوں کے مطالعات کے ذریعے یہ جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ افراد ان تصورات کو کس طرح سمجھتے ہیں اور انہیں حنادنی تعلقات، تعلیمی زندگی یا روزمرہ مشکلات میں کیسے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے مطالعات میں واضح تحقیقی سوالات، مناسب نمونے، اخلاقی اصول اور معتبر تجزیاتی طریقے اختیار کیے جائیں، تاکہ نتائج کی عملی حیثیت برقرار رہے۔

7.10 تقابلی اور بین المللی تحقیق کی حوصلہ افزائی

مستقبل میں صبر اور توکل کے تصورات کا اسلامی اخلاقیات، نفسیات، سماجیات اور تعلیم کے متعلقہ مباحث کے ساتھ محتاط تقابلی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسے مطالعے میں دینی تصورات کو ان کے اصل اسلامی مفہوم کے ساتھ برقرار رکھنا ضروری ہوگا، جبکہ جدید علمی اصطلاحات کو بھی ان کی اپنی تعریفوں اور حدود کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اس طریقے سے یہ سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے کہ مذہبی و اخلاقی رہنمائی اور انسانی رویوں کے مطالعے کے درمیان کہاں مشترک نکات موجود ہیں اور کن سوالات کے لیے مزید تحقیق درکار ہے۔

⁴³ القرآن الکریم، النساء: 135؛ المائدہ: 85

7.11 سفارشات کا خلاصہ

اس تحقیق کی بنیاد پر بنیادی سفارشات یہ ہیں کہ صبر اور توکل کی مترآنی تعلیمات کو متوازن اور سیاق سے مربوط انداز میں سمجھایا جائے؛ تعلیمی اور خاندانی تربیت میں ان کے عملی پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے؛ توکل کو کوشش اور ذمہ داری کے ساتھ مربوط رکھا جائے؛ معاشرتی تعاون، انصاف اور حقوق کے تحفظ کو فروغ دیا جائے؛ اور مشکلات کے دوران مناسب پیشہ ورانہ و ادارہ جاتی مدد حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ مزید برآں، مستقبل کی تحقیق میں ان تصورات کے معاشرتی اطلاق کو تجرباتی طریقوں سے بھی جانچا جائے، تاکہ مستحق تجزیہ اور عملی معاشرتی مشاہدے کے درمیان عملی رابطہ قائم ہو سکے۔

7.12 اختتامی کلمات

آخر میں یہ کہاجاسکتا ہے کہ صبر اور توکل اسلامی تعلیمات کے ایسے اہم اصول ہیں جو انسان کو ثابت قدمی، امید، اخلاقی ذمہ داری اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان کا حقیقی عملی مفہوم اس وقت زیادہ واضح ہوتا ہے جب انہیں عدل، باہمی احترام، مناسب تدبیر اور اجتماعی ذمہ داری کے ساتھ سمجھا جائے۔ اگر ان تعلیمات کو متوازن انداز میں فروغ دیا جائے، خاندان اور معاشرے کی زندگی سے مربوط کیا جائے تو یہ اخلاقی تربیت اور ذمہ دارانہ معاشرتی رویوں کے فروغ کے لیے ایک اہم فکری و روحانی بنیاد فراہم کر سکتی ہیں۔

حوالہ جات

1. القرآن الکریم
2. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح (صحیح البخاری)۔ کتاب الزکاة، کتاب الرقاق اور کتاب التفسیر۔
3. مسلم بن الحجاج، ابوالحسن۔ الصحیح (صحیح مسلم)۔ کتاب الزکاة، کتاب الزہد والرفق۔
4. ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث۔ سنن ابی داؤد۔
5. الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ الجامع (جامع الترمذی)۔
6. ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ۔
7. احمد بن حنبل۔ المسند۔
8. النسائی، احمد بن شعیب۔ السنن۔
9. مالک بن انس۔ الموطأ۔
10. البیہقی، احمد بن الحسین۔ شعب الایمان۔
11. الطبری، محمد بن حبریر۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔
12. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔
13. القرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لأحكام القرآن۔
14. ابن عاشور، محمد الطاہر۔ التفسیر والتغویر۔
15. السعدی، عبد الرحمن بن ناصر۔ تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان۔

16. البغوی، حسین بن مسعود۔ معالم التنزیل۔
17. الزمخشري، محمود بن عمر۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔
18. الرازی، فخر الدین محمد بن عمر۔ مفتاح الغیب۔
19. الجلالین، جلال الدین الحلبي اور جلال الدین السیوطی۔ تفسیر الجلالین۔
20. الشوکانی، محمد بن علی۔ فتح القدر۔
21. الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ إحياء علوم الدین۔
22. ابن القيم الجوزیه، محمد بن ابی بکر۔ عدة الصابرين وذخيرة الشاکرين۔
23. ابن القيم الجوزیه، محمد بن ابی بکر۔ مدارج السالکین بین منازل إياک نعبد وإياک نستعین۔
24. الراغب الاصفهانی، الحسین بن محمد۔ المفردات فی غریب القرآن۔
25. النووی، یحییٰ بن شرف۔ ریاض الصالحین۔
26. النووی، یحییٰ بن شرف۔ المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج۔
27. ابن رجب الحنبلي، عبد الرحمن بن احمد۔ جامع العلوم والحکم۔
28. ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔
29. الماوردي، علی بن محمد۔ أدب الدنيا والدين۔
30. الحاسبی، الحارث بن اسد۔ الرعاية لحقوق الله۔
31. ابن ابی الدنيا، عبد الله بن محمد۔ الصبر والثواب علیہ۔
32. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الإقتان فی علوم القرآن۔
33. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحليم۔ مجموع الفتاویٰ۔
34. ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔
35. الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب۔ القاموس المحیط۔
36. ابن فارس، احمد بن فارس۔ معجم اللغات۔
37. عبد الرزاق، عبد الرزاق بن همام الصنعانی۔ المصنف۔
38. البیہقی، احمد بن الحسین۔ السنن الکبریٰ۔
39. ابن حبان، محمد بن حبان۔ صحیح ابن حبان۔
40. الحاکم النیسابوری، محمد بن عبد الله۔ المستدرک علی الصحیحین۔
41. ابن عبد البر، یوسف بن عبد الله۔ جامع بیان العلم وفضله۔
42. ابن عطیہ، عبد الحق بن غالب۔ المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز۔
43. أبو السعود، محمد بن محمد العمادی۔ إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم۔
44. الآلوسی، محمود بن عبد الله۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔
45. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ قصص الأنبياء۔